مسلسل اشاعت کے باون سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلّہ

ماہنامہ الحق

615 - ماہ صفر ۱۴۳۸ھ / نومبر ۲۰۱۶

بیاد

شیخ الحدیث

مولانا عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ

مولانا سمیع الحق

مُدیرِ اعلیٰ

مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---------- 52
شمارہ نمبر ---------- 02
صفر ---- ۱۴۳۸ھ
نومبر ---------- 2016

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: امریکی صدارتی الیکشن میں فاشسٹ نظریات اور اسلام دشمن ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت، فاضل دیوبند حضرت مولانا مطلع الانوار کی رحلت، مولانا حمید اللہ جان کی وفات ---------- مولانا راشد الحق ۲
- برما اراکان روہنگیا کے مسلمانوں پر ظلم ---------- ادارہ ۵
- پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم آمد اور خطاب ---------- صاحبزادہ اسامہ سمیع ۶
- فاضل دیوبند حضرت مولانا محمد مطلع الانوار رحمہ اللہ کی رحلت ---------- ابو رقدہ ۱۸
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ---------- مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۲۲
- ظلم اور زیادتی قرآن و حدیث کی روشنی میں ---------- حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۹
- اسلام کا فلسفہ انسداد غربت ---------- مولانا مرشد صاحب قاسمی ۳۴
- عشق و فدائیت کے لازوال نقوش ---------- مولانا جاوید اختر ندوی ۴۵
- قتل غیرت کا تحقیقی جائزہ ---------- پروفیسر عبدالعظیم جانباز ۴۷
- دو عبقری علمائے کرام کی جدائی۔ مولانا محمد مطلع الانوار، مولانا مفتی حمید اللہ جان ---------- مولانا ابوالمعز حقانی ۵۲
- امریکی صدارتی امیدوار ہیلری کی شکست اور صنفی امتیاز ---------- عزل احمد فیروزی ۵۹
- دارالعلوم کے شب و روز ---------- مولانا حامد الحق حقانی ۶۱
- تعارف و تبصرہ کتب ---------- مولانا اسرار ابن مدنی ۶۳

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز مولانا راشد الحق سمیع

امریکی صدارتی الیکشن میں اسلام دشمن اور فاشسٹ نظریات کے حامل ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت

گزشتہ دو دہائیوں سے مسلمانوں اور خصوصاً مذہبی طبقوں، دینی جماعتوں ،مدارس اسلامیہ اور اسلامی نظریات رکھنے والی عالم اسلام کی سیاسی جماعتوں کے خلاف مغرب اور خصوصاً امریکہ اس پروپیگنڈے میں فرنٹ لائن پر شوروغل مچاتا رہا کہ مسلمان اور مذکورہ بالا جماعتیں انتہاپسندی تعصب، نسل پرستی اور نفرت کی سیاست کو فروغ دے رہی ہیں، جس سے امن عالم کو شدید خطرات لاحق ہیں، پھر اسی مفروضے کو بنیاد بنا کر گزشتہ پندرہ بیس برس سے عالم اسلام کے کئی ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور دن رات مختلف محاذوں پر اس کے خلاف کسی نہ کسی حوالے سے تادیبی کاروائیاں تادم تحریر جاری ہیں گوکہ مسلمانوں اور ہمارا موقف شروع دن ہی سے یہی تھا کہ خود مغرب اس سلسلے میں دوہرے معیار کا شکار رہے اور خود اس کے معاشرے میں انتہاپسندی، نسلی امتیاز، نفرت اور تعصب سب سے زیادہ ہے، جس کی زندہ جاوید مثال امریکہ کے حالیہ الیکشن میں بھارت نواز ریپبلکن پارٹی کے غیر سنجیدہ، مختلف مزاج امیدوار، نسلی امتیاز کے علمبردار اور متعصب ڈونلڈ ٹرمپ جیسے اسلام دشمن بلکہ انسانیت بیزار پرسنالٹی کی اکثریت کیساتھ الیکشن میں جیت کی صورت میں نمودار ہوئی جو صرف مسلمانوں کیلئے نیک شگون نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے خطرے کی گھنٹی اور لمحہ فکریہ ہے۔

ٹرمپ نے الیکشن میں اسلام اور دیگر مختلف طبقات کے خلاف انتہائی گھٹیا، شرمناک، زہریلی اور خطرناک زبان اور الزامات کی بھرمار پر مبنی صدارتی مہم چلائی جس کی اس سے قبل دنیا بھر میں کوئی نظیر نہیں ملتی، دنیا بھر کے تھنک ٹینکس اور میڈیا کی رپورٹس کے مطابق ہیلری کلنٹن کو کامیاب قرار دے رہے تھے، لیکن اس کے برعکس ڈونلڈ ٹرمپ نے امریکی اسٹیبلشمنٹ کے مہرے، امریکیوں کی اصل سوچ اور اس کے مکروہ چہرے (جو ''جمہوریت'' اور ''انسانی حقوق'' جیسے خوشنما نقابوں میں چھپا ہوا تھا) کو پوری طرح بے نقاب کردیا۔ ٹرمپ کی یہود نواز سوچ مسلمانوں اور عالم اسلام کے خلاف تو اول دن ہی سے عیاں تھی لیکن اس کیساتھ ساتھ یورپ، چائنا اور خود امریکہ کی کئی ریاستوں اور امریکہ کی سیاہ فام آبادی کے خلاف بھی اسکے فاشسٹ نظریات سے دنیا حیران و پریشان ہے۔ اس الیکشن سے ایک بات واضح ہوگئی کہ انتہاپسندی اور نفرت

وتعصب کا گڑھ مغرب اور امریکہ ہے۔(اس سے قبل برطانیہ میں یورپی یونین سے علیحدگی کے ایشو پر ریفرنڈم ہوا جس میں پچاس برس سے زائد عمر کے متعصب نسل پرست برٹش قوم کے افراد نے یہ فیصلہ کیا کہ برطانیہ فوراً یورپی یونین سے الگ ہوجائے)اس ریفرنڈم سے بھی مغرب کی نسل پرستانہ سوچ واضح ہوئی۔

اس حیران کن الیکشن سے دنیا بھر میں خوف اور وحشت کی فضا قائم ہوگئی ہے، کیونکہ ٹرمپ نے امریکہ میں مقیم لاکھوں مسلمانوں کے خلاف کاروائیوں کا عندیہ دے دیا ہے اوراس نے اپنی کابینہ کے لئے ایسے خطرناک بدنام ترین فاشسٹ نظریات رکھنے والے متعدد افراد کا انتخاب بھی کرلیا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسکے ارادے عالم اسلام اور پوری دنیا کے لئے ٹھیک نہیں ہیں اور امریکی اسٹیبلشمنٹ عالم اسلام کے کئی ممالک پر چڑھائی کا ارادہ اب بھی پہلے سے زیادہ رکھتی ہے۔اسکے الیکشن کے بعد امریکی معاشرہ کئی دھڑوں میں واضح منقسم ہوگیا ہے اوراب وہاں پر نسل پرستی کا جن بے قابو ہونے کو ہے۔اب کئی حلقے ڈونلڈ ٹرمپ کو روسی صدر گورباچوف سے بھی تشبیہ دے رہے ہیں کہ جس طرح روسی صدر نے اپنی پالیسیوں سے متحدہ سوویت یونین کو منقسم کردیا تھا اسی طرح ٹرمپ بھی امریکہ کی پچاس سے زائد اسٹیٹس کو اپنی پالیسیوں کی وجہ سے بالآخر منقسم کردیگا اوراسی طرح ٹرمپ کو بھارتی متعصب نسل پرست ہندو وزیراعظم نریندر مودی سے بھی تشبیہ دے رہے ہیں کہ وہ بھی مودی کی طرح مکمل اسلام کی بربادی کا ایجنڈا رکھتا ہے۔اسی طرح نام نہاد لبرل امریکی معاشرہ نے یہ بھی ثابت کردیا کہ عورت امریکی صدارت کی اعلیٰ مسند کبھی بھی حاصل نہیں کرسکتی ،اسلئے بھی ہیلری شکست سے دوچار ہوئی۔پھر امریکی سیاہ فام باراک اوبامہ کی وائٹ ہاؤس میں کرسی صدارت پر بھی کئی سالوں سے ناراض بلکہ غصے سے بھرے ہوئے تھے کہ ایک سیاہ فام ”غلام نسل“ کا صدر کا وائٹ ہاؤس میں اتنا عرصہ کیسے گزار کران کے سینے پر مونگ دَلتا رہا، اسی نسلی امتیاز کے نکتے پر بھی ڈونلڈ ٹرمپ کو ووٹ زیادہ پڑے۔امریکہ کیلئے ڈونلڈ ٹرمپ کی جیت عالم اسلام سے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتی ہے، اس الیکشن کے نتائج واثرات بہت جلد اس کے کمزور معاشرے اور سیاسی و معاشی نظام پر مرتب ہونا شروع ہوجائیں گے۔باقی پاکستان اورعالم اسلام کیلئے ہیلری کیا مفید ثابت ہوسکتی تھیں؟ تو اس کیلئے بھی زیادہ ماضی میں جھانکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عالم اسلام کے کئی ممالک افغانستان، شام، عراق، لیبیا بشمول پاکستان وغیرہ کی موجودہ حالتِ زار اسی ڈیموکریٹس پارٹی اورا سکے صدارتی امیدواروں بل کلنٹن، باراک اوبامہ اور خود سابقہ امریکی وزیرخارجہ ہیلری کلنٹن ہے۔پاکستان اورعالم اسلام کی دشمنی میں یہ دونوں پارٹیاں ایک ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ہیلری کلنٹن ڈونلڈ ٹرمپ کے مقابلہ میں چھوٹی برائی تھی ۔دوسری جانب ٹرمپ نے اسرائیل اور بھارت کو اپنا فطری حلیف قرار دیا ہے اورامریکی صدارتی مہم کے دوران اس نے جو عزائم عالم اسلام کے خلاف بیان کئے تھے اس پر وہ مستقبل میں عمل درآمد کرتا نظر آرہا ہے۔اب عالم اسلام کے حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اس الیکشن کے بعد بھی منتشر اور خواب غفلت کا شکار رہیں گے یا ان کے جگانے کیلئے صور اسرافیل بجایا جائے؟

ع کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

خیبر پختونخوا میں دارالعلوم دیوبند کے آخری چراغ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار کی رحلت

آہ! آسمان رُشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند کے روشن ستارے، قدیم ترین فاضل، نمونہ اسلاف شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار بھی ۲۱ نومبر کو بحرِ فنا میں ڈوب گئے۔ مرحوم دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے اخص تلامذہ میں سے تھے، قیامِ پاکستان کے وقت دورہ حدیث میں تھے، لہٰذا پاکستان منتقل ہونے کے بجائے دیوبند میں دورۂ حدیث کو فوقیت دی، جسکی وجہ سے کئی حادثات کے شکار ہوئے، مگر بلند ہمتی اور دارالعلوم دیوبند سے لازوال عشق کی وجہ سے آخر تک وہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ دورہ حدیث مکمل کیا، مرحوم اپنے کریمانہ اخلاق، کسرنفسی اور عجز وانکساری کی جیتی جاگتی تصویر تھے، زندگی کے آخری حصے تک ایک دورافتادہ علاقہ میں پڑھاتے رہے، قدیم علوم پر دسترس کیساتھ ساتھ فارسی، عربی، اردو اور پشتو شعروشاعری کا بھی پاکیزہ ذوق رکھتے تھے، اکابرین کی طرح بے نفسی تواضع اور بے نیازی کا جیتا جاگتا عکس تھے۔ سو برس سے زائد عمر جیئے جس میں تقریباً ستر برس تک مسندِ حدیث سے وابستہ رہے، جنازے میں لاکھوں افراد کی شرکت، انکی عوام میں ہر دلعزیزی اور مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی　　　اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جانؒ کی رحلت

جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ الحدیث وصدر مفتی اور جامعۃ الحمید کے بانی ومہتمم مولانا مفتی حمید اللہ جانؒ ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی رہنما، جہادی تحریکوں اور قوتوں کے پشتیبان اور سرپرست رہے۔ شریعت بل، متحدہ شریعت محاذ، متحدہ دینی محاذ، ملی یکجہتی کونسل، دفاع پاکستان و افغانستان کونسل سمیت تمام قومی، ملی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں پیش پیش رہے۔ تدریس وافتاء ان کا شعار تھا فقہی بصیرت میں یکتا اور قدیم فقہی ذخیرہ پر مکمل عبور حاصل تھا۔ مرحوم صرف درس وتدریس ہی کے نہیں بلکہ تصوف وارشاد کے شہسوار تھے۔ سینکڑوں متعلقین ان کی خانقاہ سے وابستہ تھے۔ لاہور جیسے بڑے شہر میں نام پیدا کرنا اور شخصیت منوانا کوئی آسان کام نہیں مگر حضرت مفتی صاحب مرحوم اپنے علم، فقاہت اور روحانیت کی وجہ سے مرجع عام وخاص تھے۔ جنازہ والد ماجد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے پڑھایا اور بعد میں مولانا مرحوم کے صاحبزادوں مولانا حبیب اللہ حقانی جامعہ اسلامیہ لکی مروت کے مہتمم اور مولانا عارف اللہ حقانی کی جامعۃ الحمید لاہور کے نگران کے طور پر دستار بندی کی گئی، واضح رہے کہ مولانا مرحوم، دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان اور جمعیت کے پی کے کے صدر مولانا سید یوسف شاہ کے ماموں تھے۔ مرحوم کو اپنے مدرسہ جامعہ اسلامیہ لکی مروت میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے پسماندگان کو صحیح جانشین بنائے۔

ادارہ

برما اراکان روہنگیا کے مسلمانوں پر ظلم

گزشتہ دنوں برما اراکان روہنگیا کے مسلمانوں کی طرف سے کراچی کے علماء کا نمائندہ وفد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے خصوصی ملاقات کے لئے تشریف لایا جس میں حضرت مولانا نورالبشر، مولانا صابر اشرفی، مولانا ظفر آزاد اور جمعیت علماء اسلام کراچی کے رہنما قاری محمد عثمان ودیگر شامل تھے، انہوں نے وہاں کے مسلمانوں کے دردناک حالات بیان کئے۔ جسے حضرت مدظلہ نے اپنے بیان کے ذریعے ملکی اخبارات میں اجاگر کیا جسے حالات حاضرہ کے پیش نظر قارئین ''الحق'' کیلئے شائع کیا جارہا ہے......(ادارہ)

۲۲۔نومبر ۲۰۱۶ (اکوڑہ خٹک) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ اور دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ اراکان روہنگیا مسلمانوں پر ظلم وستم امت مسلمہ کے لئے نہیں بلکہ عالم انسانیت کے لئے بھی بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جمعیت علماء اسلام کراچی کے ایک اعلیٰ سطحی وفد سے کیا جس کی قیادت جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر مولانا قاری محمد عثمان کررہے تھے، وفد میں کراچی کے مولانا نورالبشر، مولانا صابر اشرفی، مولانا ظفر آزاد اور دیگر شامل تھے، وفد نے مولانا سمیع الحق کو وہاں کے حالات بتاتے ہوئے کہا کہ وہاں کے مسلمانوں کے گھر جلائے گئے، بعض علاقوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے، ان کی دکانیں سازوسامان سمیت آگ میں جلا دیئے گئے، ان کے مدارس اور تعلیمی ادارے بند کردیئے گئے، ان پر مسجدوں میں باجماعت نماز پڑھنے پر پابندی لگادی گئی اور مساجد پر تالے ڈال دیئے گئے، مسلمانوں پر حج کرنے کی پابندی عائد کردی گئی قربانی اور دیگر دینی احکامات پر پابندیاں لگادی گئیں، جبکہ یہاں تک کل بھی ۲۷۔افراد کو ذبح کیا گیا، اسی طرح ہر روز علماء اور عام آدمی کا قتل عام جاری ہے، کوئی آواز اٹھانے والا نہیں ہے، اور اسلام کے حکمران تماشائی بنے ہوئے ہیں، جبکہ ترکی اور چین نے کافی حد تک وہاں کے مظلوم مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کیں ہیں۔ وفد نے کہا کہ برما کے قیام امن میں پاکستان موثر کردار ادا کرسکتا ہے، انہوں نے مولانا سمیع الحق سے کہا کہ وہ دفاع پاکستان کونسل سمیت ہر محاذ پر ہماری تائید کے لئے آواز اٹھائیں۔ مولانا سمیع الحق نے وفد کو یقین دلایا کہ انہوں نے پہلے بھی برما کے مسلمانوں کے لئے ہر سطح پر آواز اٹھانے کی کوشش کی ہے اور اب بھی اس کو ایک عبادت سمجھ کر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مولانا سمیع الحق نے عالم اسلام کے غلام حکمرانوں کی بے حسی اور بے حمیتی پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر اب بھی مسلم حکمرانوں نے مزید کوتاہی اور غفلت سے کام لیا تو یہ مسلمانوں کے لئے بڑی بدقسمتی ہوگی۔ انہوں نے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ برما کے مسلمانوں کیلئے سنجیدہ اور موثر آواز اٹھائیں سفارتی اور اخلاقی دباؤ ڈالیں، تاکہ وہ انسانیت کش مظالم سے باز آجائے۔

قسط (۱)

ضبط و ترتیب: صاحبزادہ اسامہ سمیع

پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد وارشادات

۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرت پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین شیخ طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،نماز ظہر سے قبل برادرم مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں حضرت مہتمم صاحب اور دیگر ومشائخ سے ملاقاتیں کیں اور کچھ دیر قیام فرمایا، بعد میں آپ نے زیر تعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ظہر کی امامت فرمائی ۔پھر دارالحدیث کے وسیع ہال میں برادرم مولانا حامد الحق صاحب نے ابتدائی تعارفی کلمات سے مجلس کا آغاز کیا بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اسکے بعد حضرت مولانا نقشبندی صاحب نے طویل عالمانہ فاضلانہ خطاب سے طلباء وعلماء اور دور دراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کو ارشادات سے نوازا۔حضرت کا یہ خطاب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ضبط کیا گیا اب قارئین الحق اور افادہ عامہ کی خاطر الحق میں شائل کیا جارہا ہے.......... (ادارہ)

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ابتدائی ترحیبی کلمات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد : فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

میرے انتہائی عزیز طلباء اور مہمانان گرامی!

آج دارالعلوم حقانیہ کیلئے انتہائی خوش قسمتی اور سعادت کا دن ہے کہ حضرت شیخ المشائخ اور ہمارے سلسلہ نقشبندی کے عظیم اسلاف کی نشانی اور ان کے مسند نشین حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی دامت برکاتہم دارالعلوم تشریف لائے، میری خود عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت کو زحمت دی جائے تو حضرت کا یہ پہلا دورہ ہے اور تہہ دل سے مسرت ہوئی بہت کم آنا ہوا، اللہ تعالیٰ ان کا آنا دارالعلوم کے لئے مبارک فرمادے، انکی آمد ایک نئی بات نہیں ہے، حضرت جس سلسلے سے وابستہ ہیں اس سلسلے سے دارالعلوم حقانیہ پہلے دن سے وابستہ رہا ہے اس سلسلہ کے جو عظیم مرشد تھے حضرت قبلہ حضرت مولانا عبدالمالک ان کا دارالعلوم حقانیہ سے ایک نہایت گہرا عقیدت کا تعلق تھا میرے خیال میں پورے پاکستان میں وہ تعلق اور محبت کسی اور جگہ سے نہیں

جو دارالعلوم حقانیہ اور حضرت والد ماجد رحمہ اللہ سے تھی حضرت یہاں تشریف لاتے تھے اور کئی کئی دن یہاں رہتے تھے پورے صوبہ کے علماء کا ایک میلہ لگ جاتا تھا اور حضرت ایسے واحد پیر تھے جن سے علماء اور مشائخ بیعت ہوتے تھے پیروں کے تو ہزاروں لوگ مرید ہوتے ہیں لیکن عالم کسی کا مرید نہیں ہوتا تو یہ مشائخ اور علماء محدثین اس وقت کے حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب اور بڑے بڑے اکابر جو تھے وہ حضرت سے وابستہ تھے ان کا مجلس سارا علماء اور طلباء کا ہوتا تھا اور اس وقت بدقسمتی سے وہ کیفیت نہیں رہی مدارس میں، میں سمجھتا ہوں کہ حضرات اکابر کو اس میدان میں مدارس کو زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ تلاوت آیت اور تعلیم کتاب کیساتھ ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا منصب (یُزَکِّیْہِ) تزکیۂ نفوس تھا۔ تصوف سلوک اور تزکیہ اس کا سلسلہ مدارس میں کم ہوتا جارہا ہے جو بڑی بدقسمتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مناصب ثلثہ میں سے تعلیم اور تلاوت کتاب کیساتھ تزکیہ بھی ہوتا تھا۔ بحمداللہ حضرت مولانا عبدالمالک نقشبندی رحمہ اللہ خصوصی توجہ دارالعلوم پر ڈالتے تھے اور ان کا مقام تقویٰ کا بہت بلند تھا، حضرت یہاں تین دن رہتے تھے چار دن رہتے تھے تو جو بجلی خرچ ہوتی تھی ۱۵۰۰ روپے، میرے ساتھ ان کے سارے خطوط کا ذخیرہ ہے جو مکتوبات مشاہیر میں چھپ گیا ہے تو حضرت خط بھیجتے تھے کہ میرے وجہ سے جو مدرسے کا تین چار دن جو بجلی کا خرچہ ہوا ہے وہ بل مجھے بھیج دیئے وہ اس کو نہیں برداشت کرتے تھے کہ دارالعلوم کی بجلی میں خرچ کروں تو ایک خط میں لکھا ہے کہ میرے پاس آج کل پیسے نہیں ہیں حضرت کو لکھا بس چند دن میں کوشش کرتا ہوں کہ دو چار روپے جمع ہوجائیں کہ میں دارالعلوم کو بھیج دوں، کھانے پینے میں ان کا بہت بڑا مقام تھا، احتیاط کے ساتھ اس کے لئے خاص افراد تھے انکے کھانے پینے کیلئے ان کو یہ خوف ہوتا کہ کوئی مشتبہ چیز یا مدرسے کی کوئی چیز میرے پیٹ میں نہ چلی جائے۔ یہ بہت بڑے بلند مقام کے لوگ تھے تو ان کا والد صاحب سے تعلق تھا حضرت فرماتے میں ان کا مرید ہوں اور حضرت فرماتے میں آپ کا مرید ہوں دونوں فدا ہوتے تھے ایک دوسرے پر دونوں کا تعلق شیخ اور مرید کا جیسا آپس میں ہوتا تھا ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے کہ میں جوتے سیدھے کرلوں تو ہمیں بچپن سے وہ سعادتیں نصیب ہوئی ہیں کہ سالہا سال حضرت نے نوازا پھر اس کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت قبلہ مولانا غلام حبیب نقشبندی رحمہ اللہ جو حضرت کے شیخ ہیں اور ان سے بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا فیض پہنچایا پورے عالم میں ان کا بھی بڑا گہرا تعلق رہا پہلے تو حضرت کے ساتھ آتے تھے چار دن خدمت میں وہ بھی لگے رہتے تھے۔ بڑی لاٹھی ہاتھ میں ہوتی اور تمام انتظامات سنبھالتے تھے بعد میں حضرت کو خود اللہ نے بہت بڑے منصب پر بٹھادیا تو انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کیساتھ وہی تعلق استوار رکھا یہاں تک کہ میری جو سیاسی جدوجہد تھی شریعت کے نفاذ کیلئے تو حضرت شفقت فرماتے آخروقت تک وفات تک وہ اس ساری جدوجہد میں جمعیۃ کے ساتھ شریک تھے اور مجھے بلاتے تھے چکوال، ایک دفعہ میں بالکل پانی پانی ہوگیا جب کہ استقبال

کیلئے پورے شہر کو باہر لائے تھے چکوال سے تین کلومیٹر باہر ہزاروں لوگوں کو لے کر آئے تھے یہ صرف مشن سے تعلق تھا! نفاذ شریعت کی جد وجہد، جہاد افغانستان ان ساری امور میں حضرت آخر تک میرے سر پر دست شفقت رکھتے تھے، اسی سلسلے کے بڑے عظیم بزرگ تھے حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمہ اللہ ان کا بھی یہی تعلق رہا دارالعلوم حقانیہ سے، سب سے گہرا اور دیرینہ تعلق تھا اللہ تعالیٰ نے تین چار ماہ مجھے مدینہ منورہ میں ان کے گھر میں رہنے کا شرف عطا فرمایا ان کی مجلسوں میں شرکت عطاء فرمائی تو ہر مجلس میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اور دارالعلوم کا ذکر کرتے تھے۔

آج الحمدللہ یہ اللہ کی شان ہے کہ جس کو فضیلت دے دیں ان حضرات کے بڑے سلسلے ہیں اور خلفاء ہیں اور بڑے بڑے سجادہ نشین ہیں لیکن ان سب میں اللہ تعالیٰ نے آج حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی کو منتخب فرمایا ہے تو ساری نسبتوں کا اجتماع حضرت کے ذات میں ہوا ہے اور حضرت سے اللہ پورے دنیا میں فیض پہنچا رہے ہیں، صرف پاکستان میں نہیں، ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند بھی گئے تو انہوں نے سر آنکھوں پر رکھا، ندوۃ العلماء میں بھی یہی کیفیت تھی پورے ہندوستان کے علماء سمٹ آئے اور حضرت سے بیعت کی کوشش کی اور حضرت کے ارشادات سے مستفید ہوئے۔ افریقہ میں حضرت کا فیض جاری ہے، آج ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کو ان کی آمد کی شرف سے نوازا، آپ سب خوش قسمت ہے اور ڈسپلن سے اور نظم وضبط سے ان کی زیارت کریں ان اکابر کی زیارت بذات خود ایک بہت بڑی عبادت ہے اور دھکم پیل نہ کریں، مصافحہ ضروری نہیں ہے تو آپ حضرات اس وقت حضرت کے ارشادات سنیں گے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت کے ارشادات میں بڑی تاثیر رکھی ہے، تقریباً پچاس جلدیں اب تک چھپ چکی ہیں کچھ انکی خطبات کی، اور پوری دنیا میں فیض الحمدللہ جاری ہے تو میں حضرت کو دل کی گہرائیوں سے اساتذہ کی طرف سے طلباء کی طرف سے، دارالعلوم کی طرف سے صمیم قلب سے مرحبا اور خوش آمدید کہتا ہوں بارك الله في قلوبكم بارك الله في فيوضاتكم الى يوم القيامة

حصول علم کے آداب، فضائل اور اسلاف کے کارنامے

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد وارشادات

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ، سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى ال سيدنا محمد وبارك وسلم

طلب علم کی فضیلت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا العلم نور علم ایک روشنی ہے ایک نور ہے جو سینوں کو منور کردیتا ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لے آتا ہے اس لئے علم حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ ہوتا ہے اللہ طلباء وعلماء سے اتنی محبت فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الذی یستغفر للعالم کل شیء حتی الحیتان فی جوف البحر ہر چیز عالم کے لئے استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کے اندر مچھلیاں بھی اسکے لئے استغفار کرتی ہے، آپ غور کیجئے کہ اللہ رب العزت کو کتنی محبت ہے طالب علم اپنے کمرے، جماعت میں حدیث پڑھ رہا ہوتا ہے اور پانی کے اندر مچھلیاں اس کے لئے استغفار کررہی ہوتی ہے اس کی طرف سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ من خرج فی طلب العلم فھوفی سبیل اللہ حتی یرجع جو علم حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا وہ اللہ کے راستے میں ہے جب تک لوٹ کر اپنے گھر واپس نہیں آتا۔ ہم دعوت وتبلیغ کیلئے نکلتے ہیں تو سب لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلو اللہ کے راستے میں نکلو بالکل ٹھیک وہ بھی اللہ کا راستہ ہے لیکن اس سے زیادہ سند طلباء کے پاس ہے اللہ کی راہ وہ ہے کہ جن کے بارے میں زمانہ نبوت سے یہ بات نکلی کہ جو علم کی طلب کیلئے گھر سے نکلتا ہے فھوفی سبیل اللہ حتی یرجع وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے جب تک لوٹ کر واپس نہیں آجاتا، طالب علم اپنے کمرے میں سوبھی رہا ہو تو بھی اس کو اللہ کے راستے میں نکلنے کا ثواب ملتا ہے۔ عبادت کررہا ہو یا عبادت نہ بھی کررہا ہو تو بھی اللہ کے راستے میں نکلنے کا اس کو ثواب ملتا ہی ہے جیسا معتکف کو الگ ثواب ملتا ہے۔

طالب علم سے فرشتوں کی محبت

ایک رات کی نیت کی وجہ سے تو طالب علم کی نیت کی وجہ سے بھی طالب علم کو ثواب ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من سلك طریقا یطلب فیه طلب العلم سهل الله له طریقا الی الجنة کہ جو بندہ علم حاصل کرنے کیلئے نکلا اس کے بدلے میں اللہ اس کیلئے جنت میں جانے کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں آپ گھر سے مدرسے میں آئے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپ کا جنت میں پہنچنا آسان کردیا، بلکہ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے من کان فی طلب العلم کان جنة فی طلبه کہ جو بندہ علم کی طلب میں ہوتا ہے جنت اس شخص کی طرف طلب میں ہوتی ہے۔ جنت طلب کرتی ہے اے اللہ! اس بندے کو جلد میرے اندر بھیج دیجئے! کتنا بڑا مقام ہے طالب علم کا کہ جنت اس کیلئے تمنا کرتی ہے اے اللہ! طالب علم کو جلدی میرے اندر بھیج دیجئے! حضرت

صفوان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مامن رجل خرج من بیتہ لیطلب العلم کہ جو بندہ علم حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے الا وضعت لہ الملائکۃ اجنحتہا رضی لمایصنع تو فرشتے اس طالب علم سے محبت کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں اب یہ بات طالب علم سن کر حیران ہوتے ہیں فرشتے معصوم طالب علم کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں جی! دنیا کا دستور ہے اظہار محبت کے لئے گورنمنٹ کے بڑے بڑے جو آفیشل Offical آتے ہیں ان کیلئے ریڈ کارپٹ بچھائے جاتے ہیں فلاں ملک کا صدر آیا تو جہاز کے آگے ریڈ کارپٹ بچھایا گیا تھا استقبال کیلئے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ بادشاہوں نے اپنے محبوب کیلئے اس کے راستے میں پھولوں کی پتی بچھائی اتنی ٹن پھولوں کی پتیاں بچھائی کہ میرے محبوب نے آنا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے......

اے باد صبا کچھ تو نے سنا مہمان جو آنے والے ہیں
کلیاں نہ بچھانا راہوں میں ہم پلکیں بچھانے والے ہیں

اگر دنیا کے لوگ اپنے محبوب کے راستے میں پلکیں بچھانے کو تیار ہے تو فرشتے نے اگر ایک طالب کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھادی تو کون سی تعجب کی بات ہے یہ ان کی محبت ہے طالب علم کے ساتھ؟

عالم کی فضیلت عابد پر

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب کہ جس طرح تمام ستاروں پر چودھویں کے چاند کو فضیلت حاصل ہے اسی طرح عبادت گذاروں کے اوپر ایک عالم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء کہ آسمان پر جیسے ستارے ہیں اور ان کو آسمان پر فضیلت حاصل ہے علماء اس زمین کے ستارے ہیں ان کی وجہ سے زمین کو فضیلت حاصل ہے اللہ تعالیٰ جس بندے کو چن لیتے ہیں تو اسکو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں، چنانچہ جتنے عربی مدارس کے طلباء ہیں یہ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں قرآن مجید سے اس کی دلیل ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (الفاطر: ۳۲) کہ ہم نے اپنی کتاب کا وارث تم میں سے ان کو بنایا جن کو ہم نے چن لیا تھا، مصطفیٰ کہتے ہیں کہ جو چنا ہوا ہو تو یہ طلباء اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے ہیں اللہ نے ان کو دین کیلئے چن لیا ہے۔

تاریخ اسلام کا پہلا مدرسہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلے وہاں ایک مدرسہ

قائم فرمایا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں جو ظاہراً تو ایک بے نام مدرسہ تھا اس کا نام نہیں تھا لیکن ایک چھوٹی سے اونچی جگہ تھی جسے چبوترا کہتے ہیں عربی میں اس کو صفہ کہتے ہیں وہاں پر صحابہ کرام اکٹھے مل بیٹھتے تھے ان میں سے مہاجرین بھی ہوتے تھے اور انصار بھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر انکو دین سکھاتے تھے۔ آج کے دور میں اگر جامعہ کو نام دینا چاہے تو ہم اس کو جامعہ صفہ کہہ سکتے ہیں وہ اس وقت کا جامعہ صفہ تھا یہ تاریخ اسلام کا پہلا مدرسہ تھا جس کو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا اس میں ایک ہی معلم اعظم تھے اور وہی مرشد اعظم تھے اور وہ اللہ کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انما بعثت معلما میں معلم بنا کر دنیا میں مبعوث ہوا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو دین سکھاتے تھے۔

مدرسہ صفہ کے اوقات

ہر مدرسہ کیلئے ٹائم ہوتی ہے صبح ۸ سے لیکر دن کے دو بجے تک لیکن یہ وہ مدرسہ تھا کہ جس کی ٹائمنگ ۲۴ گھنٹے تھی، دن کے اوقات نہیں تھے دن میں بھی تھے اور رات میں بھی تھے چنانچہ نبیؐ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت تشریف لائے تو آپ نے دیکھا سیدنا صدیق اکبر تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں کہ آپ تو سری طریقے سے اداء کررہے ہیں قریب ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نوافل پڑھ رہے تھے اور وہ جہر سے قراءت کررہے تھے، جب دونوں حضرات نے نماز پڑھ لی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا پوچھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہ ابوبکر! آپ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا: رسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو سینوں کی بھید جانتی ہے مجھے اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ عمر! آپ اتنا اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ اے اللہ کے محبوب! میں سوتوں کو جگا رہا تھا، شیطان کو بھگا رہا تھا تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دونوں کو سمجھایا کہ ابوبکر! آپ تھوڑا سا جہر کرلیا کریں اور عمر! آپ تھوڑا سا آہستہ پڑھ لیا کریں تو رات کے وقت بھی اس مدرسہ میں تعلیم جاری تھی دین سکھایا جارہا تھا۔

اصحاب صفہ سے اللہ کی محبت

یہ طلباء اللہ کو اتنے پسند تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اے محبوبؐ! اپنے آپ کو ان کے پاس بٹھایئے، آپ تشریف لے جائیں اور ان کے پاس جا کر بیٹھئے، یہ علم کی طلب کیلئے حاضر ہوئے ہیں اور اس طرح بٹھائے کہ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (الکہف:۲۸) ان کے چہروں سے آپ کی نظر ہٹ ہی نہ پائے تو طالب کے چہرے کو تکنا یاد رکھے، جب کسی بھی جگہ علم پڑھایا جاتا ہے تو ایک مدت کے بعد امتحان ہوتا ہے، اس مدرسے میں بھی امتحان ہوا کئی دفعہ ممتحن باہر سے آتے ہیں کئی دفعہ مدرسے کے اپنے اساتذہ ہوتے ہیں اس مدرسے کے ممتحن کون تھے اللہ رب العزت تھے

اللہ رب العزت فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (الحجرات:۳) یہ وہ لوگ تھے جن کا امتحان اللہ نے لیا سوچئے! ان کے معلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اوران کے جو ممتحن ہے وہ اللہ رب العزت ہے اوران کا جوکورس ہے اس کا نام ہے کتاب اللہ اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے جب ان کا امتحان لیا تو پیپر کا نام کیا تھا؟ انسان کا قلب اس میں اللہ نے تقویٰ کو دیکھا فرمایا وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا (الفتح:۲۶) اوراللہ نے ان کو تقویٰ کے اوپر جمائے رکھا اور واقعی وہ اس بات کے حقدار تھے کہ تقویٰ ان کو نصیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ ان کے دلوں میں تقویٰ بھرا ہوا ہے۔ان کی کامیابی بھی اور جب بھی طالبعلم امتحان میں کامیاب ہوتا ہے تو اس کو انعام دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان طلباء کو انعام دیا اور ایسا انعام دیا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ملا۔فرمایا کہ میں محبوب کی ان شاگردوں سے اتنا خوش ہوا ہوکہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہوگیا سبحان اللہ اللہ اکبر!! یہ وہ ہستیاں تھی جن کو دنیا میں اللہ نے اپنی رضا کا پیغام دیکر اعلان فرمادیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ آپ سوچئے! وہ کیا عظیم ہستیاں ہونگی کہ دنیا میں اللہ رب العزت ان کے لئے رضا کا اعلان فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن ام مکتوم کی والہانہ طلب

ان میں ایک شاگرد کا نام تھا عبداللہ ابن ام مکتوم،ظاہر کی آنکھوں سے وہ نابینا تھے مگر دل کے بینا تھے اور طلب بڑی تھی ان کے اندر،ایک مرتبہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ چاہتے تھے کہ میں اپنے استاد سے کوئی بات سیکھوں تو نابینا آدمی تیز تیز چلتے ہوئے آئیں،وہ اب دیکھ تو نہیں سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلے کون بیٹھا ہوا ہے۔عجیب بات مشرکین مکہ کچھ آئے ہوئے تھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مشرکین کی دعوت دے رہے تھے،اب ایسے وقت میں جب یہ طالب علم پہنچا تو اس نے سوال پوچھنے کی کوشش کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انتظار کروایا،کہ آپ انتظار کرئیں میں پہلے ان لوگوں کو سمجھالوں اور یہ صحیح بات تھی ایک ڈاکٹر کے پاس نزلہ زکام کا مریض آئے اور اس وقت کوئی کینسر کا مریض بیٹھا ہو تو ڈاکٹر کس کو پری آرٹی preorty دے گا،کس کو جلد چیک کرے گا؟ کینسر کے مریض کو جلد چیک کرے گا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کی جان ہی چلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھی یہی چاہتے تھے کہ مشرکین مکہ ایمان حاصل کرئیں۔ایسا نہ ہو کہ ایمان حاصل کئے بغیر دنیا سے چلے جائے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلے attend معائنہ کروالیا اور اس صحابہ کو تھوڑا انتظار کروادیا،لیکن اس کا انتظار کرنا اللہ کو عجیب لگا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے محبوبانہ خطاب فرمایا عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ

يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى(عبس: ۱تا ۱۰)ان آیات کا ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اللہ نے ایسا خطاب فرمایا تو یہ اس طالب علم کی طلب تھی جو اللہ کو پسند آئی۔

حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ کو اللہ کا پیغام

کہتے ہیں کہ ایک اور طالب علم تھے حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ ابن کعب مجھے سورۃ البینۃ سناؤ عرض کیا اے اللہ کے حبیب! قرآن تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا میں آپ کے سامنے سناؤ؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ایسے الفاظ فرمائے جس سے ابن کعب رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ نبی کو اوپر سے حکم ہوا ہے تو جب مجھے یہ محسوس ہوا کہ اوپر سے حکم ہوا ہے تو میں نے ایک سوال پوچھا کہ اللّٰہ سماني اللہ کے حبیب! کیا اللہ نے مجھے نام سے پکارا ہے؟ نبیؐ نے جواب میں کہا نعم اللّٰہ سماك ہاں! اللہ نے تیرا نام لے کر کہا کہ ابن کعبؓ اللہ کو کہو وہ سورۃ البینہ سنائیں محبوب! آپ بھی سنیں گے میں پروردگار بھی سنوں گا، سبحان اللہ! آپ سوچئے! وہ کیا طلباء تھے جن سے قرآن کی سننے کی فرمائش خود رحمان بھیجتے تھے، اللہ!

مدرسہ صفہ کے مطبخ کا نظام

یہ نبین کا مدرسہ تھا جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر قائم تھا، اچھا! اس میں کوئی مطبخ نہیں تھا، نہ ہی کوئی طباخ تھا، طلباء اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے تھے، مل جاتا تو کھا لیتے نہیں ملتا تو فاقہ ہوتا، اس مدرسہ میں ایسا طالب علم بھی تھا کہ جس کے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہوتا تھا، وہ فرماتے ہیں میرا پیٹ خالی ہوتا تھا حتیٰ کہ مجھ سے کھڑا ہونا بھی مشکل ہوتا تھا، مجھے زمین پر لیٹنا پڑتا تھا بھوک کی وجہ سے، جو اس جماعت میں سب سے زیادہ بھوکا رہنے والا طالبعلم تھا، وہ سب سے زیادہ حدیث روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

تاریخ اسلام کا پہلا بنات کا مدرسہ

جو بنات کا مدرسہ تھا، وہ نبی علیہ السلام کے گھر میں تھا۔ چنانچہ امہات المؤمنین جتنی بھی تھی وہ طالبات تھی في المدرسة النبوي صلى الله عليه وسلم نبی علیہ السلام کے مدرسہ میں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے تو بنین کو دین سکھاتے، گھر تشریف لے جاتے تو اپنی ازواج مطہرات کو دین سکھاتے، انہوں نے بھی دین سیکھا اور دین سکھایا، ان میں سے علم میں رموز واسرار سب سے زیادہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حاصل کیں اور فقہ کا علم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سب سے زیادہ حاصل کیا۔

ابن تیمیہ لکھتے ہیں صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی مگر ان میں سے جو صاحب فتویٰ عالم

تھے۔ان کی تعداد ۱۵۰ تھی یہ علماء تھے باقی صحابہ ان سے مسئلہ پوچھتے تھے اور عمل کرتے تھے اور فرماتے ہیں ان ۱۵۰ میں کچھ حضرات اعلم تھے، وہ بڑے مفتی تھے، اگر ان کا کوئی قول آجاتا تھا تو باقی حضرات رجوع کرلیا کرتے تھے، ان کی تعداد ۱۴ تھی اور ان چودہ میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھی اتنا دین سیکھا کہ ان کا شمار بڑے فقہاء میں ہونے لگا، صحابہ بھی ان سے سیکھتے تھے، تابعین رحمہم اللہ بھی سیکھتے تھے۔

مدارس دینیہ اس سلسلۂ تسلسل کی کڑیاں

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھایا، پھر یہ سلسلہ چل پڑا، امت کے اندر آج جتنے مدارس ہیں وہ اس نور سے پھوٹی ہوئی کرنوں میں سے ایک کرن ہے، یہ آپکا جو مدرسہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ہے یہ اسی نور سے پھوٹی ہوئی ایک کرن ہے جو یہاں پر اللہ نے روشن فرمادی ہے اور ان طلباء کو اُن طلباء کے ساتھ ایک روحانی نسبت ہے، امت نے علم کی طلب میں بہت محنت کی ہے، مجاہدہ کیا ہے، ہمارے اکابرین علم کی طلب کیلئے ہزاروں میل کا سفر پیدل طے کرکے جایا کرتے تھے۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے اساتذہ اور ان کے شاگردوں کی تعداد

امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک شاگرد بڑے نواب کے بیٹے تھے، ان کا نام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تھا، انہوں نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا، اپنے بارے میں سوچیں! ہم نے اپنے زندگی میں جتنے اساتذہ سے پڑھا ہوگا، ان کی تعداد ایک سو بمشکل سے ہوگی یا اگر کسی نے بہت زیادہ مختلف مدارس میں پڑھا تو دو سو ہوجائیگی تو ہمارے اساتذہ کی تعداد ایک سو یا دو سو اور ان کے اساتذہ کے تعداد چار ہزار محدثین جن سے انہوں نے علم حاصل کیا اور پھر اللہ نے قبولیت ایسی عطا فرمائی کہ طلباء کا رجوع ان کی طرف بہت زیادہ تھی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں چالیس ہزار طلباء ان سے پڑھتے تھے، آپ دیکھئے! دارالعلوم حقانیہ میں دورہ حدیث میں ۱۵سو طلباء ہیں اور یہ بہت بڑی تعداد ہیں دارالعلوم دیوبند میں بھی تقریباً اتنی ہی تعداد ہیں ۱۵۰۰ کی، ہاں! بنگلہ دیش میں ایک مدرسہ ہے اس عاجز کو وہاں جانے کی توفیق ہوئی اور وہاں پر جب دارالحدیث میں بیان کیا تو سمجھ ہی نہیں تھی، اتنا مجمع تھا انہوں نے کہا ہمارے دورہ حدیث میں چار ہزار طلباء ہوتے ہیں، چار ہزار طلباء دورہ حدیث میں ہیں اور بہت سارے طلباء ایسے ہیں جو دوسرے مدرسے میں دورہ حدیث مکمل کرکے عالی سند کرنے کیلئے ان محدث کے پاس پڑھنے کے لئے آئے تھے کیونکہ وہ حضرت مدنی رحمہ اللہ سے پڑھے ہوئے تھے، اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ علیہ کی محفل میں چالیس ہزار طلباء ہوتے تھے اس زمانے میں یہ ساؤنڈ سسٹم تو نہیں تھا تو وہ حدیث سناتے تھے، اور لوگ مکبر کی طرح حدیث آگے مجمع کو سناتے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ جو مکبر لوگ تھے ان کی تعداد بارہ سو ہوا کرتی تھی ،بارہ سو مکبر ہوتے تھے اتنا مجمع ہوتا تھا۔

عبداللہ بن مبارکؒ درسی حلقے اور ان کی تقویٰ

اور اللہ نے ان کو ایسا تقویٰ عطا کیا تھا کہ ان کے ایک دوست ہے اسماعیل رحمہ اللہ وہ فرماتے ہے کہ میں حیران ہوتا تھا جن اساتذہ سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے پڑھا وہ ان سے پہلے بھی پڑھاتے تھے مگران پر ہجوم اتنا زیادہ ہے کہ ہمیں کوئی پوچھتا ہی نہیں ۔وہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی زندگی کو دیکھا، کہتے ہیں میں نے دو سال انکی زندگی کو قریب سے دیکھا اور میں اس نتیجے پر پہنچا کہ عبداللہ بن مبارک کی زندگی میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں صرف ایک فرق تھا کہ صحابہ کرامؓ کو نبی علیہ السلام کے دیدار کا شرف حاصل تھا جو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو حاصل نہیں تھا،اس کے علاوہ ان کی زندگی میں اور اُن کی زندگیوں میں مجھے کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا،اتباع سنت ایسی تھی جو حضرات اللہ کے ہاں قبول ہوئے ان کے طلب علم کو دیکھیں تو حیرانی ہوتی ہے۔

علم کیلئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مشقتیں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے استاد کے پاس پڑھتے تھے کھانا پینا ختم ہو گیا فاقے شروع ہو گئے، ان کے ایک دوست کہتے ہیں کہ مجھے محسوس ہوا تو میں نے ان کو دعوت دی، کہ آپ میرے ساتھ کھانا کھا لیجئے ،میرے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں ہیں ،ہم مل کر کھائیں گے تو ہمارے حضرات کسی دوسرے سے امید بھی نہیں رکھتے تھے ،اشتراک سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کیوں کسی پر بوجھ بنوں ،امام احمد بن حنبلؒ نے انکار کر دیا وہ کہتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کئی دن گزر گئے ،کچھ کھانے کیلئے نہیں تھا تو امام احمد بن حنبلؒ نے ایک کام تلاش کیا کہ میں کام اور مزدوری کرونگا ،کچھ ملے گا تو کھا لوں گا اور وہ مزدوری کیا تھی آج کل جس طرح ٹیکسی سٹینڈ ،بس سٹینڈ ہوتے ہیں اس زمانے میں اونٹوں کے سٹینڈ ہوتے تھے اس جگہ پر سواریاں بیٹھی رہتی تھی ،لوگ آتے تھے اونٹ کرایہ پر لے کر سفر کرتے تھے تو امام احمد بن حنبلؒ وہاں پر چلے جاتے تھے اور لوگوں کو کہتے تھے کہ بھائی !اگر سامان سواری پر چڑھانا ہے یا نیچے اتارنا ہے تو ایک مزدور موجود ہیں تو تھوڑی سی اجرت دے کر اپنا سامان اتروا تے تھے ۔دنیا کا کوئی بندہ نہیں جانتا تھا کہ یہ نوجوان بندہ جو اپنے سر پر بوجھل سامان رکھ کر لاد رہا ہے یا نیچے اتار رہا ہے آنے والے وقت میں امام احمد بن حنبل کہلائے گا،وہ دوست کہتے ہیں جب اتنی مشقت کے بعد کچھ تھوڑا کماتے ہیں اور کھاتے ہیں تو مجھے بڑی ہمدردی ہوئی میں نے سوچا کہ میں کیسے ان کو قائل کر سکتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ کھانا کھائے تو اللہ نے میرے ذہن میں ایک ترکیب ڈالی میں نے کہا احمد بن حنبل !تو دیکھیں ،آپ کا خط بہت اچھا ہے اور مجھے ایک کتاب چاہئے اس

زمانے میں مخطوطات ہوتے تھے ہاتھ سے کتاب لکھی جاتی تھی مطبوعات نہیں ہوتی تھی اور پرنٹنگ وغیرہ نہیں ہوتی تھی، تو میں نے کہا کہ آپ کتاب لکھ دیں اس کے بدلے میں اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلوں گا، وہ اجرت بن جائیگی آپ کی مزدوری کی، توامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے قبول کرلیا اور باقی فارغ وقت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کتابت کرتے تھے اور اس کی اجرت پر کھانا کھالیا کرتے تھے، اس طرح انہوں نے اپنی طالبعلمی گزاری۔

علم کے لئے امام شافعیؒ کی مساعی

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے والد بچپن میں فوت ہوگئے تھے تو میں طالب علم تھا اور یتیم تھا اور میرے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے کیونکہ والدہ کے پاس پیسے نہیں تھے وہ مجھے دے نہیں سکتی تھی اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ میں کاغذ اور قلم کہیں سے لے لیتا اور نوٹ اس پر لکھتا تو اس کیلئے میں کیا کرتا تھا بڑے جانوروں کی ہڈیاں تلاش کرتا تھا، اونٹ کی ران کی ہڈی، پسلی کی ہڈیاں بڑی بڑی جو ہوتی ہے ان کو گھر لاتا ان کو دھوتا اس سے جو Fat(چربی) تھی اسے ہٹا دیتا اور اسکو خشک کرتا اور جب وہ خشک ہوجاتی تھی تو ان ہڈیوں کے اوپر میں اپنے نوٹس لکھ لیا کرتا تھا اور ان کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا کرتا تھا کون جانتا تھا کہ یہ ہڈیاں تلاش کرنے والا بچہ جو ہے آنے والے وقت میں اسے امام شافعی کہا جائے گا خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حج کیا مجھے منیٰ میں ایک بوڑھا ملا اور مجھے دیکھتے ہی مجھ سے کہنے لگا تم میری دعوت قبول کرو میں نے بلا جھجک اور بلا تکلف کہہ دیا، میں قبول کرتا ہوں بڑے میاں نے اپنی گٹھڑی کھولی اس میں خشک روٹی کے ٹکڑے تھے، وہ ایک دسترخوان کے اوپر رکھ دیئے اور مجھے کہنے لگے لڑکے! کھاؤ، میں نے خشک روٹی کے ٹکڑے کھانے شروع کردیئے، بڑے میاں کہنے لگے لڑکے! تم مجھے قریشی نظر آتے ہو، میں نے کہا ہاں! خاندان تو وہی ہے آپ کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا یہ جو قریش ہے یہ دعوت دینے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں اور قبول کرنے میں بھی بے تکلف ہوتے ہیں تو مجھے تمہاری بے تکلفی سے اندازہ ہوا کہ یہ اس خاندان کا بچہ ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا میں مدینہ سے آیا ہوں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ مدینہ میں امام مالکؒ ہیں، مجھے ان کے بارے میں کچھ بتاؤ، ان سے مجھے زیادہ انٹرسٹ (دلچسپی) تھی کہ ان کی مجھے معلومات ہو، وہ محدث بھی تھے، فقیہ بھی تھے تو بڑے میاں نے کچھ باتیں سنائی اور محسوس کیا کہ اس نوجوان کو امام مالک رحمہ اللہ کی ذات سے بڑی گہری دلچسپی تھی تو بڑے میاں نے کہا کہ نوجوان! ہمارے ساتھ ایک آدمی مدینہ سے حج کیلئے آیا تھا۔ وہ فوت ہوگیا تھا حج کے دوران، اب اس کی سواری خالی ہے اگر تم ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہو تو ہم اس کے اونٹ آپ کو پیش کرتے ہیں آپ کو سواری مل جائیگی ہمارے ساتھ مدینہ پہنچ جاؤ گے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا سفر مدینہ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، میں نے ہاں کردی۔ میں قافلہ کیساتھ سفر کرتے ہوئے سولہ دن میں مکہ سے مدینہ پہنچا، آج کل تو چار گھنٹے میں پہنچ جاتے ہیں نا! طریق ہجرہ سے ایئرکنڈیشن گاڑیاں بھاگ رہی ہوتی ہے مگر جب اونٹوں پر سفر ہوتا تھا تو سڑکیں نہیں ہوتی تھیں، پہاڑ پر چڑھنا ہوتا تھا، اترنا ہوتا تھا، ٹائم لگتا تھا تو فرماتے ہیں مجھے مکہ سے مدینہ پہنچنے میں سولہ دن لگے مگر ان سولہ دنوں میں سولہ مرتبہ میں نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا، سبحان اللہ! ہر روز ایک قرآن مجید پڑھنے کا معمول تھا امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد نبوی پہنچا تو نماز کا وقت تھا، ہم نماز میں شریک ہوئے جیسے ہی نماز ختم ہوئی، میں نے ایک اونچے قد کے بندے کو دیکھا جس نے تہہ بند باندھی تھی اور ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی وہ کھڑا ہوا، ایک جگہ پر بیٹھ کر کہنے لگا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میں سمجھ گیا کہ یہ امام مالک رحمہ اللہ ہوں گے، میں بھی بیٹھ گیا اس زمانے میں امام مالکؒ املاء کروا رہے تھے وہ خطیب بیان فرماتے اور طلباء ان سے سن کر لکھ لیا کرتے تھے نوٹ بنالیا کرتے۔ (جاری ہے)

فاضل دیوبند حضرت مولانا محمد مطلع الانوار رحمہ اللہ کی رحلت

جنازے سے قبل شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب

تلمیذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ولی کامل شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوارؒ کی وفات پر ۲۲ نومبر ۲۰۱۶ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی جنازے کیلئے چارسدہ تشریف لے گئے، وہاں جنازے کے مقام پر ہزاروں مجمع اور پسماندہ گان سے ایمان افروز خطاب فرمایا، جسے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے افادہ عام کیلئے نذر قارئین ہے (ادارہ)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أمابعد:فاعوذبالله من الشيطٰن الرجيم،
بسم الله الرحمن الرحيم كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ قال النبي صلى الله عليه وسلم: موت العالِم موت العالَم

موت وصال محبوب کا ذریعہ

میرے انتہائی قابل قدر اور پیارے بھائیو! علماء کرام، مشائخ عظام اور پیارے مسلمانو!

آج دنیا اور عالم اسلام کی کے لئے ایک بڑے صدمہ کی بات ہے، اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، محدث، اور شیخ سے ہم محروم ہو گئے، موت ان جیسے لوگوں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے، ان کی تمنا ہوتی ہے اوران کی زندگی اس آرزو میں گزر جاتی ہے وہ وصال حقیقی کے خواہش مند ہوتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ موت سے پہلے خوش ہورہے تھے بستر موت پر اور کہہ رہے تھے غداً ألقى الاحبة، محمداً و حزبه میں کل اپنے دوستوں سے ملوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے محبوب صحابہ کرام سے ملاقات ہوگی۔

سکرات میں دیدارِ الٰہی کی تڑپ

یہ لوگ محبوب کی رضا کیلئے اپنی ساری زندگی گزار لیتے ہیں، جب محبوب حقیقی سے ان کے وصال کا وقت آجائے اور بڑی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دیدار نصیب ہوجائے۔ان کو جنتوں کی بھی کوئی پروا نہیں ہوتی اوران کی نظروں میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔بزرگوں سے ہم نے ایسے بہت سارے واقعات سنے ہیں کہ اولیاء اللہ کو اللہ کی رضاء اور اللہ کی دیدار سب سے بڑی تمنا ہوتی ہے،ایک بہت بڑے

بزرگ اور ولی اللہ تھے شیخ ابن الفارض رحمہ اللہ، جب انکی موت کا وقت قریب آیا اور سکرات طاری ہوئی تو اللہ نے اس دنیا میں ہی جنت ان کیلئے جلوہ گر کردیا اور کہا کہ یہ مقامات تیرے لئے ہیں تو وہ بڑے پریشان ہوئے، چہرے پر انتہائی ناگواری اور ناراضگی کی کیفیت طاری ہوگئی اور روکر کہنے لگے ......

لن کان منزلتی فی الحُبّ عندکم

ماقد رأیت فقد ضَیّعتُ أیامی

یعنی میری عشق ومحبت کی قیمت یہ تھی کہ میں نے جو دیکھا یہ جنت، یہ حوریں اور یہ غلمان تو پھر تو میری ساری عمر ضائع ہوگئی ہے، اے خدا! مجھے آپ چاہئے، جنت کی نعمت اور باغ مجھے نہیں چاہئے، میری تو یہ تمنا ہے کہ مجھے اے اللہ! آپ کی تجلی ہوجائے تو تھوڑی دیر بعد اللہ نے ان کو اپنی تجلی کرادی تو مسکرانے لگے تو کہنے لگے الآن یا ربّی کہ اے رب! اب مجھے قیمت مل گئی تو ان لوگوں کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے۔

عالم کے ساتھ دین کی وابستگی

تو ہمارے لئے بہت زیادہ نقصان کی بات ہے موتُ العَالِمِ موتُ العَالَمِ عالم کی موت عالم کی موت ہے، عالم کی بقاء عبادت پر ہے اور اللہ اللہ پر ہے اور عبادت اور اللہ کا ذکر قائم ہے علماء پر، اگر علماء حق نہ ہوتے تو اس عبادت کے طریقے ختم ہو چکے ہوتے پھر ہندوؤں کی طرح سکھوں کی طرح اور عیسائیوں کی طرح ہم بھی گرجوں اور دھرمسالوں میں پڑے رہتے اور گائے وغیرہ کے گوبر کو چاٹتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں نے اس دین کو محفوظ کیا ہے اور وہ اس دنیا میں پھیل رہا ہے اور یہ عالم اور طالب اس وقت اس امت کے آخری سہارے ہیں۔ یہ امت بہت بڑے امتحان میں ہے، عالم کفر اس کو برداشت نہیں کر رہا چودہ سو سال میں عالم کفر نے اتنا اتفاق کبھی نہیں کیا تھا۔ ہمارے ختم کرنے اور مٹانے کیلئے جیسا کہ آج عالم کفر سارا ملے ہوئے ہیں اور ان کا نشانہ مدرسہ، طالب، اور عالم ہے انہوں نے صحیح نشانہ لگایا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑے پیٹوں والے ہمارے لیے خطرہ نہیں ہے یہ فوجیں اور جرنیل ہمارے لئے خطرہ نہیں ہے، یہ سیاسی پارٹیاں اور پارلیمنٹ ہمارے لیے خطرہ نہیں ہیں، ہمارے لئے خطرہ، مسجد علماء اور مدارس ہیں۔ حضرت شیخ مطلع الانوار صاحب جیسے اکابر ان کی قیادت کرتے تھے، تمام عالم کفر کی آنکھوں کا کانٹا طالب، عالم اور مدرسہ ہے۔

عالم کفر کو علماء سے خطرہ

اس وقت ہم حالتِ جنگ میں ہیں اور انہوں نے جنگ شروع کردی ہے، صدر بش نے کہا تھا کہ یہ تہذیبوں کی جنگ ہے یعنی تہذیب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں برداشت کرینگے اور اب تو اس سے بڑا

اور خبیث ترین شخص آگیا ہے ''ٹرمپ'' جو علی الاعلان اپنے عزائم کا اعلان کررہا ہے کہ ''میں مسلمانوں کو نہیں برداشت کرسکتا اور مسلمانوں کی تہذیب کو نہیں برداشت کرسکتا، جہاد کو جڑ سے ختم کردونگا'' جہاد کا وجود عالم کے ساتھ قائم ہے اور وہ مدرسہ کے طالب کے ساتھ قائم ہے، جہاد کفار کیلئے بہت خطرناک چیز ہے، اس جہاد نے سو سال میں دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو خس وخاشاک کی طرح بہا دیا ہے، برٹش سامراج ہندوستان سے طالب علم اور مدرسہ کے جہاد کی وجہ سے گئے ،انگریزوں کا سورج نہیں ڈوب رہا تھا اب اس طرح ڈوب گیا کہ دوبارہ چڑھنے کا نام ہی نہیں لیتا۔

دوسرے نمبر پر روس آیا سوویت یونین عالم اسلام پر حملہ آور ہوا، افغانستان اور پاکستان سب کو ختم کررہا تھا، یہی اللہ اکبر کا نعرہ طالبعلم نے لگایا، مُلا نے لگایا اور میدان میں طالب آئے اور سوویت یونین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا، وہ بڑی روسی طاقت ان کے وہ ایٹم بم قازقستان اور ترکمانستان کے تہ خانوں میں ایسے ہی رہ گئے ،آج سٹالن، لینن اور کارل مارکس ان کے مجسمے مٹی میں مل چکے ہیں، آج کمیونزم مٹ چکا ہے، یہ کیوں؟ اگر طالب اور مولوی نہ ہوتے اور یہ جہاد نہ ہوتا تو روس آج ادھر ہمارے ملک پر بھی قابض ہو چکا ہوتا، عرب امارات اور سعودی عرب تک پہنچ چکا ہوتا۔

امریکی سامراج کا مقابلہ

تو اسی شیطان بزرگ امریکہ نے، روس کے جانے کے بعد اس نے اپنے ڈیرے ڈال دیئے، افغانستان میں اور چالیس پچاس کفار ممالک کی فوج کو وہاں لے آیا، جس کو نیٹو کہا جاتا ہے یعنی تمام کفار نے آکر ہمارے سینوں پر بیٹھ گئے ہمارے مولویوں اور طالبان نے بیس لاکھ قربانیاں دی تھیں اور لاکھوں دربدر ہوگئے تھے ،لاکھوں لنگڑے اور نابینا ہوگئے، اس کے صلے میں امریکہ آیا کہ اب میں بیٹھتا ہوں، اس نے عالم اسلام کے خلاف جنگ کا اعلان کردیا پھر وہی طالب اور مولوی نکلا، ان کی قدر کیجئے گا۔یہ طالب، مولوی اور مدرسے نہ ہوتے تو واللہ! تم لوگ آج صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہوتے۔آج آپ کے ملک سے اندلس بنا ہوتا، آپ کے بہنوں اور بھائیوں کو کچھ معلوم نہ ہوتا کہ ہم کس کی اولاد ہیں؟ اگر ان اکابر کا قائم کیا ہوا نظام نہ ہوتا تو آج آپ کی حالت سمرقند اور بخارا کی طرح ہوتا، سمرقند اور بخارا میں امام بخاریؒ کی اولاد کو بھی پتہ نہیں ،امام ترمذیؒ کی اولاد کو پتہ نہیں کہ ہم کون اور کیا؟ امریکہ آیا اور تمام عالم اسلام اسکے سامنے جھک گئے سرینڈر ہوگئے، یہ بت بادشاہوں کے وزیر اعظموں کے اور جرنیلوں کے یہ مٹی کے بت ہیں غثاء کغثاء السیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ سمندر کے جھاگ ہیں، انکے جو بھی نام ہیں مگر یہ سمندر کی جھاگ ہیں یہ کفار کے دوست ہیں، کافر جو کہتا ہے، وہی کرتے ہیں انہوں نے اپنے ممالک کو ان کیلئے

ہاتھوں کے ہتھیلی میں رکھ کر پیش کیا ہے، تمام حکمران بدل گئے ہیں، جہاد کو دہشت گردی کا نام دے دیا۔

عالم کفر کا محور اور نشانہ

اس جہاد کو جس کو امریکہ کہتا تھا یہ بہت بڑی اچھی چیز ہے، اب کہتا ہے یہ دہشت گردی ہے ہمارے حکمرانوں نے بھی ڈگڈگی بجانا شروع کردی کہ دہشت گردی ہے، دہشت گردی ہے، امریکہ کے مقابلے میں کون کھڑا ہوا؟ یہی طلباء، علماء اور مدارس کھڑے ہوئے، جہاد کا علم بلند کیا اور پھٹے ہوئے چپلوں میں اور میلے کپڑوں میں کھڑے ہوگئے افغانستان کے طالبان نے امت کی ناک کو کٹنے سے بچالیا۔ آج طالب کا نام گالی بن چکا ہے اور جہاد دہشت گردی بنادیا ہے اگر یہ طالبان نہ ہوتے تو امریکہ اب تک پورے عالم اسلام کو تہس نہس کر چکا ہوتا، اس سپر پاور کو مٹی میں کس نے ملادیا؟ قندوز پر ایک طالب حملہ کرتا ہے، کمان کرتا ہے، فاتح ہے میں نے موبائل پر اس کی تصویر دیکھی ہے، اس کے ایک پاؤں میں ہوائی چپل ہے اور دوسری میں نہیں ہے۔ اس نے عظیم جرنیل خالد بن ولیدؓ کی یاد تازہ کردی اور اس طالب کے پاؤں میں جو ایک چپل ہے وہ بھی پھٹی ہوئی ہے تو یہ جہاد کی عظمت ہے کہ امریکہ کو دس سال میں بھاگنے پر مجبور کردیا، امریکہ کے سامنے نواز شریف نہیں کھڑا ہوا، امریکہ کے سامنے ایران اور سعودی عربیہ نہیں کھڑا ہوا، امریکہ کے سامنے عرب امارات اور الجزائر نہیں کھڑے ہوئے، یہ سب مٹی کے پتلے ہیں، مٹی کے بت ہیں، امریکہ کے سامنے طالبان کھڑے ہوئے ہیں اور امریکہ کو بھاگنے پر مجبور کردیا ہے اب امریکہ راستہ مانگ رہا ہے اور ہمیں کہہ رہے ہیں کہ کوئی عزت کا راستہ دے دیں کہ حیا میں چلے جائیں، ان تین بڑی سامراجی طاقتوں کو جہاد نے تباہ کردیا جہاد اتنی بڑی طاقت ہے اور جہاد قائم طالب اور مدرسہ سے ہے۔

شیخ کی وفات حادثہ فاجعہ

میرے بھائیو! اس نازک وقت میں حضرت شیخ رحمہ اللہ جیسے ہستی کا ہمارے بیچ سے جانا ایسا ہے جیسے میدان جنگ سے کوئی جرنیل چلا جائے ایک وظیفہ مانگنے والا چھوٹے طالبعلم کا جانا بھی ہمارے لئے بڑا خسارہ ہے اور یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور بقیۃ السلف تھے اور حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ شیخ الحدیث عبدالحق نورہ مرقدہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے، جب آتے تھے تو حضرت دیوبند کے واقعات سناتے۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے ہم سب اس صدمہ میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ ان مدارس کو، اس امت کو، اس صوبہ کو، ان علماء کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کا نعم البدل نصیب فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(قسط ۵۱) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۰ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

شیخ الحدیث کی دہلی، نانوتہ، گنگوہ، تھانہ بھون حاضری

۲۹؍مارچ: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ بخیر وعافیت دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات سے مراجعت فرما ہوئے۔صد سالہ اجلاس کے علاوہ آپ نے دہلی جاتے ہوئے نانوتہ۔گنگوہ، تھانہ بھون، میں اکابر کے مزارات پر حاضری دی۔

جمعیۃ علماء ہند کے دفتر جامع مسجد دہلی مولانا آزاد کے مزار پر حاضری

آپ دیوبند سے ۲۴؍مارچ کی شام کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی معیت میں دہلی پہنچے تھے۔یہاں ۲۸؍مارچ کی شام تک جمعیۃ العلماء ہند کے مرکزی دفتر میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کے ہاں قیام فرمایا۔اسی اثناء میں آپ ۲۵؍مارچ کی شام کو جامع مسجد دہلی تشریف لے گئے وہاں نماز مغرب ادا کرنے سے قبل امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے مزار پر بھی تشریف لے گئے۔

شاہ ولی اللہ، نظام الدین اولیاء اور دیگر اکابر کی فاتحہ خوانی بستی نظام الدین کا دورہ

دہلی میں استقبالیہ تقریبات میں شریک ہوئے اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ،ان کے اولوالعزم صاحبزادگان ،خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت قطب الدین اور بختیار کاکی کے مزارات پر بھی فاتحہ خوانی کی۔بستی نظام الدین کے تبلیغی مرکز میں حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اور دیگر اکابر سے بھی ملاقات فرمائی ۔اور وہاں امیر التبلیغ مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ ،مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کی مرقد مبارک پر بھی فاتحہ پڑھی۔

رفقاء سفر

اس سفر میں دارالعلوم حقانیہ سے آپ کے خدام میں احقر (مولانا سمیع الحق) کے علاوہ میرے دو بچے حامد الحق ، راشد الحق ،مولانا انوارالحق صاحب ،مولانا سلطان محمود صاحب ناظم دفتر اہتمام دارالعلوم حقانیہ، جناب ممتاز خان صاحب اور شفیق فاروقی آپ کے ہمراہ رہے۔دارالعلوم حقانیہ کے دسیوں فضلاء اور قریبی متعلقین اس کے علاوہ تھے ۔ دارالعلوم حقانیہ سے روانگی پر دارالعلوم کے طلبہ نے نہایت عقیدت اورگرم جوشی سے آپکو رخصت کیا اور واپسی پر خیر مقدم کیا۔

مولانا سمیع الحق کا بھارت کے مختلف شہروں کے اسفار

احقر حضرت شیخ الحدیث کی واپسی کے بعد بھارت میں ٹھہر گیا تھا ۔وہاں آپ نے دیوبند ، دہلی کے علاوہ نانوتہ، گنگوہ، تھانہ بھون، آگرہ ، فتح پور سیکری، متھرا ،علی گڑھ،امروہہ،سرہند شریف،اورلدھیانہ کےاسفار کئے۔

۶ راپریل: کودہلی میں علامہ رحمت اللہ کیرانوی کی یاد میں صد سالہ تقریبات میں شمولیت کی ۔

تبلیغی مرکز دہلی کے اکابر کی آمد

دہلی کے تبلیغی مرکز سے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مدظلہ اور پاکستان کے امیر التبلیغ مولانا عبدالوہاب مع رفقاء علماء دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔ دارالحدیث میں طلبہ سے خطاب فرمایا اوراس کے بعد گھر جا کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ملاقات کی اور کچھ دیر ان کے ساتھ رہے ۔

دارالعلوم کے ششماہی امتحانات جمادی الثانی میں ہفتہ بھر جاری رہے ۔

دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے اجلاس شوریٰ میں شرکت

مئی/۱۹۸۰ء: ماہ رواں میں احقر اورمولانا محمد فرید مدرس ومفتی دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم اسلامیہ

چارسدہ کے اجلاس شوریٰ میں شریک ہوئے ، علاقہ ہشتنگر کا یہ مرکزی ادارہ اس وقت مولانا گوہر شاہ صاحب فاضل حقانیہ کے اہتمام میں دینی خدمات میں مصروف ہے ۔مولانا غلام محمد صاحب فاضل حقانیہ اور دیگر حضرات علماء ان کے رفیق کار ہیں اور ان نوجوان فضلاء کے تازہ ولولوں کے ساتھ مدرسہ نئے سرے سے سرگرم عمل ہوگیا ہے ۔ہم نے مدرسہ کا معائنہ کیا اور حضرات اراکین و مدرسین کے ساتھ مدرسہ کی ترقی کے سلسلے میں تبادلۂ خیالات کیا۔

شیخ الحدیث کی ناسازی طبیعت اور اسپتال میں داخلہ

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت سفر ہند کے دوران بہتر رہی اور واپسی پر بھی باقاعدگی سے کچھ دن ترمذی شریف کا درس دیتے رہے ۔مگر ۲ ۱مئی بروز جمعہ طبیعت اچانک خراب ہوگئی ۔گھر پر علاج معالجہ جاری رہا مگر ڈاکٹروں کے مشورہ پر ۱۸ مئی کو پشاور کو خیبر ہسپتال میں داخل کردئے گئے ۔ جہاں آپ تادم تحریر مقیم ہیں ۔اور جناب ڈاکٹر ناصر الدین اعظم صاحب اور دیگر حضرات علاج میں مصروف ہیں طبیعت بحمدللہ قدرے روبہ افاقہ ہے ۔قارئین سے دعا کی درخواست ہیں ۔

سعودی مذہبی امور کے وفد کی آمد

۵ مئی: سعودی عرب کے مجمع البحوث ودارالافتاء والدعوات والارشاد کی طرف سے ایک معزز وفد نے دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا ۔احقر نے وفد کو تمام علمی و تعلیمی شعبے دکھائے ۔الحق اور موتمر المصنفین کا مکمل سیٹ مہمانوں کو پیش کیا گیا ۔وفد نے طلبۂ دورۂ حدیث کے علمی مشاغل اور آمائی حدیث بھی ملاحظہ کئے ۔ شعبۂ تعلیم القرآن کا بھی معائنہ کیا اور نہایت متاثر ہو کر محبت وعقیدت کا اظہار کیا ۔ جاتے وقت وفد نے مطبوعات کے علاوہ شیخ الحرم شیخ عبداللہ الخیاط کی آواز میں مکمل قرآن کریم کا ریکارڈ شدہ (کیسٹ) بھی پیش فرمایا ۔جس کا پورا حلقہ دارالعلوم بے حد ممنون ہے

اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس میں شرکت

۱۷ مئی: احقر نے وزارت خارجہ پاکستان کی دعوت پر اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس اسلام آباد کا افتتاحی نشست میں شمولیت کی۔

نجم المدارس کلاچی میں فضلاء حقانیہ کی دستار بندی تقریب

مدرسہ نجم المدارس کلاچی سرحد کے اضلاع کا نہایت اہم اور مرکزی دینی مدرسہ ہے جو حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی مدظلہ کے زیر اہتمام دینی خدمت میں مصروف ہے یہاں موقوف علیہ دورہ تک کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور اس کے بعد اکابر مدرسہ کے مشورہ وہدایت پر طلباء کو دورۂ حدیث

شریف کے لئے دارالعلوم حقانیہ بھیج دیا جاتا ہے ۔ یہ طلبہ حسن اخلاق دینی تصلب میں ممتاز ہوتے ہیں ارباب مدرسہ کی خواہش تھی کہ اس سال سالانہ جلسہ کے موقع پر نجم المدارس سے فیض یافتہ ان فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی دستاری بندی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی بابرکت ہاتھوں سے کرائی جائے ۔ پروگرام طے ہو چکا تھا مگر حضرت کی علالت آڑے آئی ۔ چنانچہ مدرسہ نجم المدارس کی خواہش پر احقر دارالعلوم کے دو اکابر اساتذہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مردانی مدظلہ حضرت مولانا محمد فرید مفتی صاحب مدظلہ کی معیت میں ۲۶ مئی کو بذریعہ طیارہ ڈیرہ اسمٰعیل خان روانہ ہوا۔ وہاں ذمہ دار حضرات استقبال کے لئے موجود تھے۔ ڈیرہ سے کلاچی بذریعہ کار جانا ہوا ۔ کلاچی سے بارہ میل باہر فضلاء وطلباء اور علماء نے استقبال کیا ۔ رات کو سالانہ جلسہ کے موقع پر ان اساتذۂ دارالعلوم نے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی معیت میں نجم المدارس سے وابستہ دارالعلوم حقانیہ کے چالیس ممتاز اور جید فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی دستاربندی فرمائی یہ فضلاء ملک کے مختلف حصوں میں دین کی اہم خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں صبح نجم المدارس میں ان فضلاء کرام نے اپنے حقانی اساتذہ کو خصوصی استقبالیہ بھی دیا۔ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدظلہ ، اور مولانا جلال الدین حقانی بھیرہ کی تقاریر کے بعد ہم اساتذہ نے فضلاء سے خطاب فرمایا ۔ اس استقبالی تقریر میں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی تنظیم بھی قائم ہوئی ۔ ۲۷ مئی کی شام ۴ بجے کے جہاز سے واپس ہوئے نجم المدارس کے اکابر اساتذہ فضلاء دارالعلوم حقانیہ کثیر تعداد میں چالیس میل دور اڈہ تک الوداع کیلئے آئے ہوئے تھے ۔ مدرسہ نجم المدارس کا یہ اجلاس اتنی بڑی تعدادِ فضلاء حقانیہ کی دستاربندی علماء اور عوام کی شمولیت اور افادیت کے لحاظ سے یادگار رہے گا ۔ ان تمام انتظامات میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے قابل فرزند حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب فاضل حقانیہ پیش پیش رہے۔

شیخ الحدیث کا عوام کو عیدگاہ کی توسیع میں حصہ لینے کی ترغیب

جولائی ۱۹۸۰ء: عیدالفطر کے عظیم اجتماع سے حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خطاب فرمایا ۔ پچھلے سال آپ نے عیدگاہ میں توسیع کیلئے اپیل کی تھی ۔ مقامی بلدیہ کے چیئرمین وارکان کی مساعی سے دو کنال زمین حاصل ہوگئی اور اب اسکی احاطہ بندی وغیرہ کے مراحل درپیش ہیں ۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حاضرین سے اس کے لئے مدد کی اپیل کی جس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا ۔

سعودی حکومت کی طرف سے نئے استاد کی تقرری

جولائی ۱۹۸۰ء: سے تعلیمی سال کا آغاز ہو چکا ہے طلباء نہایت کثرت سے آرہے ہیں ۔ تمام قدیم

اساتذہ کے علاوہ نئے اساتذہ کا بھی اضافہ ہوا جن میں حضرت مولانا مصطفیٰ حسن صاحب فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تقرری حکومت سعودی عرب کی دارالافتاء والبحوث کی طرف سے ہوئی ہے۔

دو ہفتوں کا دورۂ چین

۴؍اگست کو عوامی جمہوریہ چین کی دعوت پر ایک وفد میں احقر چین کے سفر پر گیا۔ بیکنگ، سنکیانگ، شنگھائی، کنٹین کا کامیاب اور معلومات آفرین دورہ کرنے کے بعد ۱۹؍اگست کو بخیر وعافیت واپسی ہوئی وہاں دور دراز علاقوں میں مسلمانوں کے حالات کا ادراک ہوا۔

دامادِ حضرت مدنی، مولانا رشید الدین کی آمد

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ملاقات اور دارالعلوم حقانیہ دیکھنے کیلئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حاضرین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے داماد حضرت مولانا رشید الدین صاحب مدظلہ مدرسہ شاہی مراد آباد ۱۵؍اگست کو دارالعلوم تشریف لائے ایک رات قیام کے بعد دوسرے دن واپس ہوئے۔

علماء کنونشن میں خطاب اور پاکستان ٹی وی کو انٹرویو

۲۱؍اگست: صدر پاکستان کی دعوت پر منعقدشدہ علماء کنونشن اسلام آباد میں صدر محترم کی دعوت پر شرکت کی اور کنونشن میں خطاب کے دوران صدر پاکستان کو اپنی تجاویز و خیالات سے آگاہ کیا۔ دوسرے دن پاکستان ٹیلی ویژن نے اپنے قومی پروگرام میں کنونشن کے بارہ میں میرے تاثرات نشر کئے جنہیں پورے ملک میں سراہا گیا۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ جلسہ: ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۹؍اکتوبر: بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ کے وسیع کتب خانہ ہال میں دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس جناب الحاج رسول شاہ صاحب کاکاخیل منعقد ہوا۔ جس میں مجلس شوریٰ کے ارکان نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب اور مولانا قاری محمد یعقوب صاحب راولپنڈی کی تلاوت کلام کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے طلبۂ علوم نبویہ کی سرپرستی کی عنداللہ قدر ومنزلت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے دارالعلوم کے ان معمر اور بزرگ ارکان کا خاص طور سے ذکر کیا جو اس ضعف اور بڑھاپے کے باوجود دارالعلوم سے محبت کی خاطر تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کے مخلصانہ اعمال کا نتیجہ ہے کہ یہ مساعی دارالعلوم میں صرف تدریس تعلیم کی شکل میں نہیں بلکہ ملک بھر میں افتاء وتبلیغ کے ساتھ جہاد کے میدان میں بھی ظاہر ہورہے ہیں آج دارالعلوم کے فضلاء جہاد افغانستان میں صف اول میں روس جیسی طاقت سے برسرپیکار ہیں اور طلباء کی ایک بڑی تعداد دارالعلوم میں تعلیم کے ساتھ ساتھ

جہاد افغانستان میں شریک ہوکر اپنے فریضہ سے عہدہ برآ ہورہی ہے ملک کی ممتاز اور اونچی عدالتیں بھی شرعی مسائل میں دارالعلوم کی طرف رجوع کرتی اور اس کے فتووں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ دارالعلوم کے ساتھ جانی مالی قولی اور قلمی تعاون کر رہے ہیں اللہ کے ہاں اس کی بڑی قدر ہے اور آج باطل کے ہر محاذ پر بالخصوص جہاد افغانستان کی شکل میں اس کے برکات ظاہر ہورہی ہے اس کے بعد دارالعلوم کے ان تمام مرحومین معاونین ارکان کو جو علمی و دینی شخصیتیں قریبی عرصہ ہوا انتقال فرما گئی ہیں کے لئے اجلاس میں دعائے مغفرت کی گئی اور اظہار تعزیت کیا گیا بالخصوص جناب الحاج شیر افضل خان صاحب بدرشی، جناب مولانا غلام اللہ خان صاحب، شیخ القرآن جناب مولانا احتشام الحق تھانوی کراچی، جناب میاں خادم شاہ صاحب کاکا خیل، جناب مولانا شفیع احمد سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اور بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے وہ بے شمار ممتاز علماء اور طلباء جو جہاد افغانستان میں شہید ہوئیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اس کے بعد حضرت مدظلہ العالی کی طرف سے احقر نے دارالعلوم کی سالانہ کارگذاری مصارف اور مدات آمد و خرچ پر مفصل رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتلایا کہ سال گذشتہ ۱۳۹۹ھ میں دارالعلوم کو مختلف مدات سے دس لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو اکتیس روپے ۱۸ پیسے آمدنی ہوئی۔ جبکہ مختلف تعلیمی و انتظامی شعبوں پر سات لاکھ ستتر ہزار دو سو چار روپے پانچ پیسے صرف ہوئے۔ سال رواں کے لئے آپ نے آٹھ لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو دو روپے کا میزانیہ پیش کیا۔ زیر نظر میزانیہ میں موجودہ فنڈ کی رو سے کمی کے باوجود اجلاس نے توکلا علی اللہ متوقع آمدنی کے پیش نظر منظور کیا گیا۔ ارکان شوریٰ نے بجٹ پر اظہار کرتے ہوئے دارالعلوم کے بجٹ اور محتاط میزانیہ اور کمی بیشی کی تفصیلات کو مثالی بجٹ قرار دیا اور کہا کہ ایسا بجٹ نہ نجی اداروں میں ہوتا ہے اور نہ سرکاری اداروں کا پھر جو کام دوسرے اداروں میں خطیر رقم سے نہیں ہوتا وہ یہاں نہایت کفایت شعاری سے ہورہا ہے یہ اللہ کا فضل ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کی تجویز اور سفارش پر اجلاس کے ذیلی کمیٹی نے بعد از ظہر دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور دیگر شعبوں کے تمام عملہ کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

برادرم اظہار الحق اور مولانا فضل مولیٰ کا سفر حج

۲۴ ستمبر کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے فرزند برادرم اظہار الحق حقانی صاحب پہلی دفعہ سفر حج پر کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ اس سے قبل وہ اکوڑہ خٹک سے ایک ہفتہ پہلے بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہوئے۔ اس موقعہ پر گاؤں اور گردونواح کے سینکڑوں لوگوں کا مجمع انہیں الوداع کہنے کیلئے موجود تھا۔ والد ماجد نے رخصتی کے وقت حجاج کے لئے دعائیہ کلمات کہے۔ ان کے سفر حج کے دوران منیٰ میں آتشزدگی کا واقعہ بھی رونما ہوا

جس میں بہت زیادہ جانی نقصان ہوا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے برادرم محفوظ رہے۔۱۴ نومبر کو کراچی واپسی ہوئی اور پھر دوبارہ اکوڑہ خٹک بذریعہ ریل پہنچے، اکوڑہ میں حجاج کا بھرپور استقبال کیا گیا والد ماجد بھی موجود تھے، بازار میں کئی مقامات پر دروازے بنائے گئے تھے جن پر ترحیبی کلمات نصب تھے۔اسسال دارالعلوم کے ایک جید استاد حضرت مولانا فضل مولیٰ بھی سفر حج پر تشریف لے گئے تھے۔

امام صدق وصفا زعیم جہاد وعزیمت مولانا مفتی محمودؒ

رفتم واز رفتم یک عالمے تاریک شد　　　من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

واویلاہ !وامصیبتاہ ...حیف صد حیف ۱۴ ذی الحجہ کو چودھویں صدی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ آخر شب اپنے ساتھ علم وعمل اور جہاد وسیاست کا ایک ایسا تابندہ ودرخشندہ ستارہ بھی لیکر رخصت ہوا جو ایک عرصہ سے ہر نازک بحرانی اور ظلماتی لمحات میں ہدایت ورہنمائی کا پیغام اور مینار رشد وہدایت بن جاتا تھا۔ ظلم وعدوان سے برسر پیکار قوتوں کے لئے اس کا وجود مرکز ثقل اور اسلام وشریعت کی بالادستی سے سرشار طاقتوں کیلئے اسکی ذات سنگ میل رہتی جو علمی ودینی قومی وملی کاموں کے لئے ایک قطب الرحیٰ بن گئے تھے اور جو پاکستان کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں ملکی اتحاد ویکجہتی کی علامت اور یکتا ومنفرد قدر مشترک بن چکے تھے اور جس نے اپنے وجود اور دل آویز شخصیت کی شکل میں دین وسیاست کا ایک ایسا حسین امتزاج پیش کیا جس نے عملاً دین وسیاست کی دوئی کو مٹا کر رکھ دیا اور جس نے اپنی متنوع اور جامع شخصیت کی صورت میں یہ ثابت کر دکھایا کہ قدیم علوم وفنون اور اسلامی مدارس کا ایک فارغ التحصیل مولوی عصر حاضر کے نہایت عیارانہ اور شاطرانہ جمہوری ماحول مغرب کی میکیاولی سیاست کی فضا میں کسی ہوشمندی تدبر وبصیرت، وقار ومتانت اور دیانت وامانت کے اصولوں اور مؤمنانہ صفات کو سینہ سے لگائے ہوئے بھی قائدانہ اہلیت وصلاحیت کے ساتھ ماحول پر غالب آسکتے ہیں۔

وہ چودھویں صدی کے اس قافلۂ صدق وصفا اور کاروان جہاد عزیمت کے آخری جرنیل تھے جسے شاہ ولی اللہ اور سید احمد شہید رحمہما اللہ نے ترتیب دیا اور جس کو حافظ ضامن شہید، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم نے مضبوط اور مستحکم کیا اور جس کے سالاروں میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ شامل تھے۔اس ہمہ گیر محبوب ودلآویز شخصیت جس کی صحبتوں اور محبتوں خلوت وجلوت اور سفر وحضر کی رفاقتوں اور کشش برداریوں کا اس غمزدہ کو ایک طویل موقع اللہ تعالیٰ نے دیا اور جو کبھی کبھی شفقت ومحبت کی وجہ سے ؎ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" کا مصداق بھی بن جاتا ہے۔اس کا یکا یک دنیا سے اٹھ جانا اللہ اکبر۔ وقعت والواقعہ.....قیامت صغریٰ سے کسی طرح کم نہیں۔

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

ظلم اور زیادتی سے اجتناب
قرآن وحدیث کی روشنی میں

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (الاعراف:٤٤)

"اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے ظلم کرنے والوں پر"

وقال فی مقام آخر وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (ال عمران:٥٧)

دوسرے مقام پر فرماتا ہے "اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

عن عبیداللّٰه بن مقسم قال سمعت جابرابن عبداللّٰه یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیمة، واتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم وحملهم على ان سفكوا الدماء واستحلوا محارمهم (رواه احمد)

"حضرت مقسم فرماتے ہے میں نے حضرت جابرؓ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ظلم سے بچو بلاشبہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں سامنے آئے گا اور بخل سے بچو بلاشبہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا اور اس بات پر آمادہ کردیا کہ وہ آپس میں خون بہائیں۔"

ظلم کے درجات واقسام

میرے محترم دوستو! میں نے آپ کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف ذکر کی جسمیں دو باتوں سے منع کیا گیا ہے ظلم سے اور بخل سے جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اسکے بارے قرآن کریم میں جا بجا تنبیہ فرمائی گئی ہے۔ ظلم کے معنی ہمارے علماء کرام کتابوں میں یوں بیان کرتے ہیں وضع کل شئی فی غیر محله یعنی کسی چیز کو بے محل رکھنا۔لہٰذا ظلم کے بھی مختلف اقسام اور درجات ہیں انسان کا انسان

کیساتھ ظلم، انسان کا حیوان کے ساتھ ظلم پھر انسانوں کے اندر ظلم کے مختلف درجات ہیں، مثلاً انسان کے اپنے ماں باپ کیساتھ زیادتی اور ظلم، باپ کا بیٹے کے ساتھ ناانصافی کرنا، بھائی کا بھائی کیساتھ ظلم اس کی حق تلفی کرنا بہن کا حق مارنا یہ سارے ظلم کے درجات اور اقسام ہیں۔ اگر کوئی تاجر اپنے کاروبار کے بارے میں جھوٹ بولے، گاہک کو دھوکا دے قسمیں کھا کر سامان فروخت کرے تو یہ بھی ظلم ہے۔ کوئی مزدور اگر کام چور ہو تو بھی ظلم۔ ملازم اگر ڈیوٹی کے دوران وقت کی پابندی نہ کرتا ہو تو وہ بھی ظلم ہے۔

بہر حال آج کل ظلم اتنا عام ہے کہ جسکی کوئی مثال ہے ہی نہیں قرآن کریم نے سب سے بڑا ظالم خداوند قدوس پر بہتان اور افتراء کرنے والے کو بتایا ہے فرمایا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ (الصف:۷)

"اللہ تعالیٰ پر افتریٰ پردازی کرنے والے سے زیادہ ظالم کوئی نہیں۔"

اور فرمایا: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا (البقرۃ:۱۱۴)

"اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے مسجدوں سے لوگوں کو منع کرتے ہیں تاکہ اسکے اندر خدا کی یاد نہ کریں اور اسکے ویران کرانے کی سعی اور کوشش کرتا ہو۔"

ظلم کی تشبیہ اندھیروں سے

بہر حال اس حدیث مذکور میں نبی کریمؐ نے ظلم کو قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں بتا دیا اندھیروں سے مراد جہنم کی اندھیریاں ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم کسی بھی جاندار پر ظلم نہ کریں اسکے طاقت کے موافق اس پر بار لادا جائے، یہ ریڑھی بان لوگ گھوڑوں پر طاقت سے زیادہ بوجھ لاد کران کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہے ہیں۔

اونٹ کی شکایت

چنانچہ امام احمد اور حاکم نے مسند میں عبداللہ بن جعفر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریمؐ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ باغ میں ایک اونٹ ہے اور وہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر رونے لگا تو آپؐ نے اونٹ کے کوہان پر دست شفقت پھیرا اور وہ چپ ہو گیا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری سے فرمایا کہ تمہیں اس چوپائے کے بارے میں جسکا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ خدا کا خوف نہیں؟ کیونکہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس سے مسلسل کام لیتے ہو، آپ لوگوں نے سُنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اونٹ نے شکایت کی اس

زیادتی اور ظلم کا کہ میرا مالک مجھے بھوکا رکھتا ہے اور مجھ سے مسلسل کام لے رہا ہے، مطلب کہ ذرا اس کو آرام بھی دینا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ اسکا کھانا چارہ وغیرہ بھی ناکافی تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز پر شفیق اور مہربان تھے،لہٰذا آپؐ نے اس اونٹ کی شکایت سُنی اور اس کے مالک کو اس زیادتی پر تنبیہ فرمائی۔

ظلم کی حرمت

ظلم اور زیادتی کے بارے میں بات چل رہی ہے الترغیب الترہیب میں حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں:

عن ابی ذرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سمع عن اللہ تبارك وتعالیٰ قال: یا عباد ی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلته ر محرما بینکم فلا تظلموا یا عبادی انکم الذین تخطئون باللیل والنهار وانا اغفرالذنوب ولا اُبالی فاستغفرانی اغفرلکم یا عبادی کم جائع الا من اطعمة فاستطعمونی اُطعمکم کلکم عار الا من کسوته ......الخ

”حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کرو۔اے میرے بندو! بلاشبہ تم رات دن خطائیں کرتے رہو اور میں گناہوں کو بخش سکتا ہوں اور مجھے کوئی پروا نہیں لہٰذا تم مجھ سے مغفرت چاہو میں تم کو بخش دونگا۔اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے ان کے جن کو میں کھلادوں۔لہٰذا تم مجھ سے کھانے کو مانگو میں تم کو کھانے کے لئے دوں گا تم سب ننگے ہو سوائے انکے جن کو میں پہنادوں لہٰذا تم مجھ سے پہننے کیلئے طلب کرو میں تم کو پہننے کو دونگا۔“

محترم سامعین! حدیث تو بہت طویل ہے لیکن میں نے مختصر الفاظ میں ذکر کی، جسمیں اہم شے اور موضوع کے بالکل مطابق ظلم کا ذکر کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے یعنی جو شخص جیسا عمل کرے گا اسکا اسی طرح پھل پائے گا۔قبر حشر اور پل صراط پر جن لوگوں کو جہنم کی سزا ملے گی وہ ان کے اعمال کے بدلے ملے گی غیر مستحق کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی سزا نہ دے گا۔قرآن کریم میں بار بار فرمایا ہے کہ ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ میں ملے گا جو کچھ دنیا میں کیا تھا سب وہاں موجود پائے گا۔اور اس کے موافق عذاب وثواب ملے گا ووجدوا ما عملو حاضراً اور جو عمل کرتے ہوں گے سب کو حاضر پائے گا اور ارشاد باری ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:٤٠)

"اللہ تعالیٰ ایک رتی برابر بھی ظلم نہیں کرتا"

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران: ۱۰۸)

"مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ ظلم کا ارادہ نہیں رکھتے۔"

ذلك بما قدمت يداك وان الله ليس بظلام للعبيد

"یہ اس وجہ سے کہ جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا (النساء:۴۹) "اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے اس اعلان کے بعد فرمایا ہے کہ

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (الکہف: ۵۲)

"اور میں نے ایک دوسرے پر ظلم تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے۔"

لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کرو کیونکہ انسان دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے اور زمین پر اسکا نائب ہے۔ اسمیں رحم اور عدل ہونا چاہیے ظلم اور بے انصافی سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے جس ذات پاک کی اس کو خلافت ملی ہے اسکی صفت رحم وعدل کو اختیار کرنا چاہیے۔

قریبی رشتہ داروں کے باہمی مظالم

محترم سامعین: میں عرض کر رہا تھا کہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہیں، آج کل باپ ظالم ہے، بیٹی کو وہ حق نہیں دیتا جو اسے قرآن نے دیا۔ ہم پٹھانوں میں بعض بیٹیوں کو حصہ دینے کا رواج ہی نہیں الٹا انہیں چوپایوں کی مانند فروخت کر کے ساری رقم ہڑپ کر جاتے ہیں حالانکہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ من باع حُرا ......الخ یعنی جس نے کسی حُر آزاد انسان کو فروخت کر دیا، تو اللہ خود اسکا حساب کتاب کرینگے فرشتوں کے لئے اسے نہیں چھوڑینگے، کتنی بڑی بات ہے کہ اللہ خود حساب لینگے اور جسکا اللہ حساب کرے وہ بچ نہیں سکتا۔ اسے سزا ضرور ملے گی، آجکل ماں باپ دونوں ظالم ہیں کیونکہ بچے ساری ساری رات ٹی وی چینلز، فیس بک وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں اور پھر صبح کو سو جاتے ہیں ماں باپ انہیں نماز کیلئے نہیں جگاتے اس لئے یہ اپنی اولاد پر ظلم کر رہے ہیں اس غفلت کی سزا اولاد کو ملے گی لیکن ساتھ ساتھ ماں باپ کو بھی ملے گی۔ ساری رات جھاگتا رہا اور صبح کو سو رہا، یہ کتوں کی نیند ہے۔ اس وقت اللہ کے بندے نہیں کتے سو جاتے ہیں۔ بہت افسوس کی بات ہے صبح کی نماز میں پانچ چھ بندے ہوتے ہیں اذان کی آواز سُن کر مسجد میں نہ آنے والا بندہ بھی ظالم ہے۔ بلا عذر مسجد کو نہ آئے تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ پہلے زمانے

میں ہر گھر سے صبح تلاوت کلام پاک کی آواز آ رہی ہوتی تھی بوڑھے جوان مرد وعورت قرآن پاک پڑھتے رہتے اور آج کل صبح سویرے سب سے پہلے ٹی وی آن کی جاتی ہے۔فیس بک لگا دیا جاتا ہے کہ دیکھوں کیا پیغامات اور میسجز آئے ہیں۔اللہ ہم سب کو ظلم کرنے سے بچائیں نہ تو خود ظالم بنیں نہ کسی ظالم کے شکنجے میں آئیں اور پوری دنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کریں۔

مسلمانوں پر خونچکاں مظالم

غرض دنیا کے سارے انسان ظالم بنے ہوئے ہیں پوری دنیا گلوبل ویلج ہے یعنی گویا ساری دنیا آج کل ایک چھوٹے سے گاؤں کی مانند ہے مشرق میں جو کچھ ہو رہا ہے مغرب میں رہنے والے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں۔ظلم اور بربریت کی نئی نئی شکلیں سامنے آرہی ہیں۔کہیں انسان جانوروں کی طرح ذبح ہو رہے ہیں خصوصاً مسلمان، کہیں پہ ڈیزی کٹر بموں سے چھلنی کئے جا رہے ہیں۔کہیں آگ وخون میں نہلائے جارہے ہیں، آپ لوگ روزانہ دل سوز مناظر ٹی وی, اخبار, فیس بک وغیرہ ذرائع ابلاغ پر ملاحظہ کرتے رہتے ہوں۔

فلسطین میں کئی دہائیوں سے مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں، اس طرح افغانستان، کشمیر، عراق، شام وغیرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ ظالم طاقتوں کی ظلم اور مظلومین کی صبر وتحمل کی انتہا ہے۔ظلم، ظالم اور مظلومین کی یہ داستان بہت طویل ہے لیکن ہم مسلمان ہیں ہمارا ایمان ہے کہ ایک دن ضرور بالضرور اللہ کی مدد اور نصرت آ کر رہے گی ورنہ قیامت کے دن تو پتہ چلے گا کہ کون کدھر جا رہے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (الشعراء:۲۲۷) مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ [المومن:۱۸) اس دن یعنی قیامت کے روز ظالم کا کوئی بھی دوست اور شفاعت کرانے والا نہیں ہوگا۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (الفرقان:۲۷)

"اور جس دن ظالم لوگ اپنے ہاتھوں کو کھا رہے ہونگے اور کہیں گے کہ کاش! ہم حضور کی اتباع کرتے"

یعنی ایمان لے آتے اور اعمال صالحہ کرتے، اسی طرح بیسوں آیات میں ظالم کا انجام ذکر فرما کر ظلم سے دامن بچانے کا حکم فرمایا اللہ ہم سب کو ظلم سے بچا کر عدل وانصاف اپنانے اور دوسروں کے ظلم سے محفوظ فرمائے۔آمین

مولانا مرشد صاحب قاسمی *

اسلام کا فلسفہ انسدادِ غربت

غربت کے سلسلے میں اقوام عالم کے مختلف نظریے پائے جاتے ہیں، جسکی تفصیل ذیل میں بیان کی جارہی ہے

عیسائیوں کا نظریہ

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ غربت وافلاس ایک نعمت الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کو دیتا ہے تا کہ وہ دنیا کی عیش وراحت سے دور رہیں اور زہد وقناعت جیسے اعلیٰ اوصاف سے مزین اور آراستہ ہوں ان نیک بندوں کا تعلق گھٹیا دنیا سے ہٹ کر ذات عالی کی طرف ہو۔ بعض عیسائیوں کے یہ جملے ملتے ہیں کہ اگر تنگ دستی اور غربت پیش آئے تو کہوں بہت خوب نیک لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں اور اگر دولت وثروت حاصل ہو تو کہو کہ یہ کسی گناہ کی سزا ہے۔

فرقۂ جبریہ کا نظریہ

فرقۂ جبریہ کا نظریہ یہ ہے کہ غربت ایک اٹل قضیۂ خداوندی ہے جس کو ختم کرنے اور مٹانے کیلئے کوئی تدبیر وعلاج کارگر نہیں۔ ان کے مذہب اور نظریہ کے مطابق غریبوں کو فقط صبر اور رضا بالقضا کی تلقین کی جائے، یہ فرقہ سرمایہ داروں کے اسراف اور فضول خرچی پر کوئی اعتراض اور تنقید نہیں کرتا، وہ کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کو حق ہے کہ وہ جہاں چاہیں اپنی دولت لٹائیں۔

سرمایہ داروں کا نظریہ

سرمایہ داروں کا موقف بھی جبریہ سے تھوڑا ملتا جلتا ہے کہ غریبی ایک مسئلہ تقدیر ہے، جس کو ٹالا نہیں جاسکتا ہے اور اس کو ختم کرنے کیلئے کسی حکومت، ادارے یا اہل ثروت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے اس موقف کا سب سے بڑا نمائندہ قارون تھا۔ قوم نے اس کو نصیحت کی، جس کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر کیا۔

قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ○ وَ ابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (القصص: ۷۶-۷۷)

---

* استاد جامعہ اکل کوا، ہندوستان

اس قوم نے کہا تو مت اترا یقینا اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے اور تو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال کے ذریعے دار آخرت کو طلب کر اور دنیا کا بھی حصہ لینا نہ بھول اور تو لوگوں کے ساتھ بھلائی کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیا لیکن اس نے قوم کو مزید اکڑتے ہوئے جواب دیا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ یہ دولت تو مجھے میرے علم وہنر کی بنیاد پر ملی ہے۔

گویا میں اس کو من مانے طریقے پر جہاں خرچ کرنا چاہوں کرسکتا ہوں۔ یہ فسطائی ذہنیت ہے کہ دولت وثروت کو اپنی محنت اور تدبیر کا نتیجہ سمجھا جائے۔ حالانکہ معاملہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بازار میں دو دکانیں ایک جیسی ہوتی ہیں، دونوں جگہ ایک جیسا سامان دست یاب ہے لیکن ایک دوکان دار کو بات کرنے تک فرصت نہیں جب کہ دوسرا دن بھر یوں ہی وقت گزرتا ہے معلوم ہوا کہ دولت خالص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تلاش معاش کو فضل الٰہی سے تعبیر کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وابتغوا مِنْ فَضْلِه اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (جاثیہ:١٤)

”اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو کام میں لگا دیا۔ تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔“

کمیونسٹوں کا نظریہ

دوسری طرف کمیونسٹوں کا نظریہ یہ ہے کہ غربت ختم کرنے کا واحد علاج یہ ہے کہ سرمایہ داروں سے سارے سرمایے چھین لے جائیں، تا کہ سرمایہ داروں کے نام ونشان مٹ جائیں۔ یہ فرقہ ذاتی اورانفرادی ملکیت کا بھی مخالف ہے۔

اسلامی نظریہ

اسلام ان نظریات کا مخالف ہے جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کی بات ہے تو آپ کا فقر اختیاری تھا اس میں اللہ رب العزت کی بہت سے حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں، البتہ امت کو اس کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ فی الدنیا حسنۃ یعنی دنیا میں بھی حسنہ اور تجارت کا حکم دیا، اسی طرح کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے منع کیا، بلکہ اس پر سخت وعیدیں بیان کیں۔ لہٰذا اسلام کا نظریہ افراط وتفریط سے پاک یہ ہے کہ مسلمان حتی المقدور شریعت کے دائرے میں رہ کر کسب حلال کیلئے تگ ودو کرے اور اللہ پر مکمل بھروسہ رکھے۔ اللہ نے اس کے مقدر میں جتنا لکھا ہے وہ اسے ملے گا۔ اب اگر زیادہ مال مل جائے تو شکر قولی وعملی

بجالائے اور اگر نہ ملے تو صبر سے کام لے۔

عیسائیوں نے ابتداء میں اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے رہبانیت کو ایجاد اور اختیار کیا تھا لیکن اس کا حق وہ ادا نہ کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت نکیر اور تنقید کی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ۟ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (الحدید:۲۷) اور رہبانیت جس کو نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کیلئے ایجاد کیا اس رہبانیت کو ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا لیکن وہ اس کی رعایت نہ کر سکے جیسا کہ اس کی رعایت کا حق تھا۔اسلام دولت وثروت کو ایک نعمت سمجھتا ہے اسی لئے احسان وامتنان کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (الضحیٰ:۸)

"آپ کو تنگ دست پایا تو (مالِ خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے ذریعہ آپ کو غنی کر دیا۔"

بھلائی کی بنیاد پر مال کا نام ہی خیر رکھ دیا گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (العٰدیٰت:۸) "یقیناً انسان مال کی محبت میں بڑا ٹھوس ہے۔"

مال کی فروانی اور کثرت کیلئے استغفار کا حکم دیا:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح:۱۰تا۱۲)

"تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو یقیناً وہ بہت معاف کرنے والا ہے وہ تمہارے اوپر موسلا دار بارش برسائے گا اور تمہارے مال اور اولاد کو بڑھائے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہروں کو جاری کر دے گا۔"

غریبی اگر نعمت ہوتی تو یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیوں ہوتا ؟ کاد الفقر ان یکون کفرا (بیہقی) "قریب ہے کہ تنگدستی آدمی کو کفر تک پہنچا دے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا کیوں منقول ہوئی ؟ اللھم انی اعوذبك من الكفر و الفقر (ابوداؤد) اے اللہ! میں کفر اور فقر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

غربت کی بنیاد پر بہت سارے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں ان برے اثرات کی بنیاد پر غریبی کو نعمت نہیں کہا جا سکتا (واضح ہو کہ یہ ساری باتیں فقرِ اضطراری سے متعلق ہیں، رہا فقر اختیاری جو حضرات انبیائے کرامؑ اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے ساتھ ہوتے ہیں وہ اس سے علیحدہ ہیں)

غربت کا اثر اخلاق پر

غریبی کی وجہ سے جہاں دین وایمان برباد ہوتا ہے وہیں سیرت وکردار بھی بدل جاتے ہیں

بسااوقات غریب آدمی مجبور ہو کر وہ سب کچھ کرگزرتا ہے جو انسانیت کے شایان شان نہیں ، غریب آدمی سوداور رشوت تک لینے پر مجبور ہوجاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف ارشاد کیا ہے:

خذوا العطاء مادام عطاء فاذا صار رشوة على الدين فلاتأخذوه ولستم بتاركية تمنعكم الفقر والحاجة (طبرانی)

"ہدیے کی حد تک نذرانہ قبول کرو، رشوت کا شائبہ ہوتو چھوڑ دو مگر غربت اور ضرورت کے سبب اس کا چھوڑنا دشوار ہوتا ہے۔"

غربت کا اثر افکار وخیالات پر

غربت کے سبب انسان بہت ساری چیزوں کے متعلق صحیح سوچ اور فکر نہیں قائم کرسکتا۔ مشہور واقعہ ہے کہ امام محمد کسی تصنیف یا کسی مسئلے میں غور وخوض کررہے تھے کہ باندی نے آکر کہا گھر میں آٹا نہیں ہے آپ نے کہا تیرا ناس ہو تو نے بیسوں مسائل میرے ذہن سے نکال دیے ۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس گھر میں کھانے کو نہ ہو ان سے مشورہ مت لو۔ اسلئے کہ ان کے خیالات منتشر اور پراگندہ ہوتے ہیں اور ذہنی انتشار کے وقت آدمی صحیح رائے نہیں دے سکتا۔ اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لایقضی القاضی وهو غضبان (ترمذی) "قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔"

غربت کا اثر خاندان اور معاشرے پر

غربت کے سبب خاندان اور معاشرہ بگڑ جاتا ہے بسااوقات نکاح کے رشتے قائم نہیں پاتے اور اگر نکاح ہو بھی جائے تو استحکام اور بقا مشکل ہوتا ہے بچوں کی صحیح نشو نما اور تربیت نہیں ہو پاتی ، اسلئے اہل عرب اپنے بچوں کو فاقہ کے سبب قتل کرڈالتے تھے۔ اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (بنی اسرائیل: ۳۱)

"تنگ دستی کے اندیشے سے بچوں کو قتل مت کرو ہم ہی ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں۔"

غربت وافلاس کے اتنے برے نتائج اور اثرات کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نعمت الہی ہے

فرقہ جبریہ کی تردید

اسی طرح فرقہ جبریہ کے نظریہ کے مطابق تقدیر کا بہانہ بنا کر اس غربت کو باقی نہیں رکھا جاسکتا بلکہ جس خدا نے ہر مرض کا علاج رکھا ہے اسی طرح اس مالکِ کائنات کے نزدیک ہر مشکل کا حل بھی موجود ہے

قناعت کا غلط مفہوم

قناعت کا مفہوم ہرگز یہ نہیں ہے کہ آدمی حلال کمائی اور آسودہ زندگی کی تمنا نہ کرے ، اگر قناعت

کا یہی مفہوم ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ کے بارے میں یہ دعا نہ دیتے اللھم اکثر مالہ اے اللہ !ان کے مال کو بڑھادے۔قناعت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ آدمی شرعی حدود میں رہ کر اپنی سرگرمیاں اورکوشش جاری رکھے اورخوشحالی حاصل کرے اس آیت کریمہ میں غور کرے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (النحل :۹۷)

"جو مرد وعورت نیک عمل کریں ہم ضرور بالضرور اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے"

پاکیزہ اورخوشگوار زندگی کی تفسیر "قناعت" سے کی گئی ہے۔

غربا،امرا کے رحم وکرم

اسلام خیرات وصدقات کا حکم ضرور دیتا ہے تا کہ غربت ختم ہو لیکن اس کا مطلب بھی نہیں کہ غریبوں اور مسکینوں کواہل ثروت کے حوالے کردیا جائے ،خصوصاً جبکہ اہل ثروت اکثر بخیل اورسخت دل ہوا کرتے ہیں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (الفجر:۱۷تا۲۰)

"ہرگز ایسا نہیں ہے کہ تم لوگ یتیموں کا اکرام نہیں کرتے اور مسکینوں کے کھلانے پر نہیں ابھارتے اور تم وراثت کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور تم مال سے حد درجہ محبت رکھتے ہو"

مالداروں میں ان بری صفات کی وجہ سے غریبوں کو ان کے حوالے کرنا ہرگز مناسب معلوم نہیں ہوا کہ خیرات وصدقات غربت ختم کرنے کا ایک کمزور ذریعہ ہے۔

غربت ختم کرنے کے اسلامی ذرائع

غربت کو مٹانے کیلئے اسلام نے بہت سی تدبیریں بتائی ہیں ان میں سے چند تدبیروں کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

(۱) حرکت وعمل

جب قدرت کا اتنا بڑا کارخانہ موجود ہے، سارے لوگ معاش کو حاصل کررہے ہیں تو ہم بھی ذریعۂ معاش کیلئے نقل وحرکت شروع کردیں ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (الملک :۱۵)

"اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کردیا سو تم اس کے مونڈھوں پر چلو اور اللہ تعالی کے رزق کو حاصل کرو"

عربی کا ایک شاعر کہتا ہے......

ماطلب المعیشة بالمنی ولکن الق دلوك فی الدلاء

"معاش کی طلب تمنا اور آرزو سے نہیں بلکہ ڈولوں میں تو بھی تو اپنا ڈول ڈال دے"

یعنی دنیا والے حصول معاش کیلئے کوشاں ہیں تو بھی اس کوشش میں لگ جاؤ۔

انسان کی زندگی مجاہدے اور مشقت ہی کا نام ہے فرمان رب العزت ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ (البلد:٤) "ہم نے انسان کو مشقتوں میں پیدا کیا"

انسان شروع سے ہی مشقت جھیلنے کا عادی ہے لہٰذا انسان کو حصول معاش کی خاطر ہر قسم کی مشقت جھیلنے کیلئے آمادہ اور کوشاں رہنا چاہئے۔

کوئی بھی صنعت و پیشہ باعث عیب نہیں

انسان حصول معاش کیلئے بہت سے پیشوں کو عار اور عیب سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ زمانۂ جاہلیت کے نظریات اور خیالات میں سے ہے کہ کسی کو لوہار اور لوہار کا بیٹا کہہ کر طعنہ دیا جاتا تھا۔ اسلام میں ہر جائز اور حلال پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ کتنے ہی انبیائے کرام اپنے پیشے میں مشہور ہوئے، کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار، حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی اور حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے، ہمارے بہت سے اسلاف واکابر اپنے پیشوں سے مشہور ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ پیشہ ان کے نام کا حصہ ہی بن گیا۔ مثلاً بزاز (کپڑا فروش) قفال (قفل ساز) زجاج (شیشہ گر) خراز (موچی) جصاص (چونہ فروش) قطان (روئی فروش) خواص (کھجور کے پتے بیچنے والے) خیاط (درزی) حداد (لوہار) صبان (صابن ساز)

معاش کے ذرائع

(۱) تجارت: تجارت بہت ہی محبوب اور پسندیدہ ذریعہ ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے التاجر الامین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشهداء (الترمذی) سچا امانت دار تاجر نبیوں، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ تجارت خوب برکت دیتی ہے مثل مشہور ہے ملازمت پیٹ بھرتی ہے اور تجارت گھر بھرتی ہے ہمارے علما فرماتے ہیں کہ آج مسلمان چار کام کریں تعلیم، تبلیغ، تنظیم اور تجارت

(۲) زراعت: کھیتی کرنا بھی محبوب اور پسندیدہ عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (مامن مسلم یزرع زرعا اویزرع اویغرس غرسا فیاکل منه الطیر اوالبهیمة الا کان له صدقة (البخاری) جو مسلمان کھیتی کرتا یا کوئی درخت لگاتا ہے پھر اس سے کوئی پرندہ یا جانور کھالیتا ہے تو یہ اسکی طرف سے صدقہ ہے۔

اگر کھیتی کرنا باعث ثواب نہ ہوتا تو یہ اجر وثواب ذکر نہ کیا جاتا۔

(۳) دستکاری: اپنے ہاتھ سے انسان کوئی کام کرے یا کوئی چیز تیار کرے یہ بھی نہایت اعلیٰ اور طیب پیشہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مااکل احد طعاما قط خیر من ان یاکل من عمل یدہ من امسی کالامن عمل یدیہ امسیٰ مغفورالہ "(طبرانی)

"انسان نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا جو انسان دست کاری کی وجہ سے شام کو تھک جائے وہ شام تک بخشا بخشایا ہوا ہوجاتا ہے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

توکل کا غلط مفہوم

توکل کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ آدمی معاش کے لئے کوشاں ہی نہ ہو اور کوئی نقل وحرکت نہ کرے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے رزق کے انتظار میں پڑا رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ کچھ لوگ دعا کر کے مسجد نبویؐ میں رزق کے انتظار میں بیٹھے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے کوڑا تان کر فرمایا اٹھو کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی؟ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الجمعہ: ۱۰)

"زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔"

آسمان سے نہ کبھی سونا برسا ہے اور نہ چاندی، اگر ایسا ہونے لگے تو کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے۔حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ ایک مرتبہ تجارت کے سفر میں نکلے اور فوراً واپس آگئے۔ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے وجہ پوچھی تو کہا ہم نے دیکھا ایک معذور پرندہ گھونسلے میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کو دوسرا پرندہ دانہ لاکر کھلا رہا ہے تو میں نے دل میں کہا جب اللہ تعالیٰ اس معذور پرندے کو اس کے گھونسلے میں رزق پہونچا سکتے ہیں تو مجھے کیوں نہیں پہونچائیں گے ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے معذور پرندے سے کیوں عبرت حاصل کی اس طاقت ور پرندے سے کیوں عبرت حاصل نہیں کی جو خود اپنا بھی پیٹ بھر رہا ہے اور دوسرے پرندے کا بھی، تم ایسے انسان بنو کہ تمہارے ذریعے دوسروں کو بھی رزق پہونچے۔

توکل کا صحیح مفہوم

توکل کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اپنی وسعت کے بقدر اسباب اختیار کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے۔ایک اعرابی نے مسجد نبوی کے باہر اونٹ کھلا چھوڑ دیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعقلہا وتوکل (الترمذی) پہلے اس کو باندھو پھر اللہ تعالیٰ

پر بھروسہ کرو۔ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کی مدح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
لواتکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کمایرزق الطیرتغلوخماصا وتروح بطانا
(بیہقی) اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کا حق ہے تو وہ اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس ہوتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے کچھ لوگوں کو بے کار بیٹھا ہوا دیکھا تو ڈانٹا اور فرمایا کیا تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں سنی جعل رزقی تحت ظل رمحی (احمد) میرا رزق نیزے کے سائے میں رکھا گیا۔

(۲) غربت ختم کرنے کا اہم ذریعہ

غربت ختم کرنے کا اہم ذریعہ یہ ہے غریبوں کو کاروبار میں لگانے کی کوشش کی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غریب انصاری صحابی سے پوچھا تیرے گھر میں کیا ہے؟ کہا ایک کمبل اور پیالہ ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں لے آؤ آپ نے سامان کو دو درہم میں نیلام کردیا اور فرمایا کہ ایک درہم کے ذریعے اپنے گھر کی ضروریات کا انتظام کرو اور ایک درہم کے ذریعے کلہاڑی خرید کردی اور فرمایا: جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن تک ملاقات نہ کرنا ،چنانچہ پندرہ دن میں ان کے پاس تقریبا دس درہم جمع ہوگئے اور غربت وتنگ دستی ختم ہوگئی ۔اب شیعہ بوہرے اور سکھوں میں یہ دستور ہے کہ انکے یہاں غریبوں کے روزگار کا انتظام کیا جاتا ہے اس لئے ان میں غریب افراد بہت کم ملتے ہیں۔

(۳) مالدار رشتے داروں کا سہارا

اسلام نے غربت کو ختم کرنے کے لئے رشتہ داروں کو تعاون کا حکم دیا اور قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کی بہت زیادہ فضلیت بیان کی گئی ہے ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے آتِ ذَالْقُرْبٰی (روم) رشتہ دار کو اس کا حق دو۔بے شمار حدیثوں میں صلہ رحمی کی تاکید کی گئی اور اس کو ایمان کی علامت قرار دیا ،آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیصل رحمہ (متفق علیہ) جو اللہ تعالٰی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے ،ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا من سرہ ان یبسط علیہ رزقہ اوینساقی اثرہ فیصل رحمہ (متفق علیہ) جو شخص اپنے رزق میں کشادگی اور عمر کی درازگی چاہتا ہو وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے۔

اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تذکرہ ملتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو صرف اسلئے قید کردیا تھا کہ وہ اپنے زیر سرپرست رشتہ داروں کا خیال نہیں رکھتا تھا اور اس کی پوری کفالت نہیں کرتا تھا۔لہٰذا ہر رشتہ دار اپنے رشتہ داروں کی خصوصی کفالت کرے،اس سے عمر اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

اسی طرح پڑوسیوں کا خیال رکھا جائے اوران کی غربت ختم کرنے کی کوشش کی جائے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:مازال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه (ابن ماجه)
حضرت جبرائیل علیہ السلام برابر مجھے پڑوسی کے متعلق حسن سلوک کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ پڑوسیوں کو میراث میں شریک کردیا جائے گا۔

(۴) زکوۃ غریبی کا شرطیہ علاج

غریبی ختم کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اُمراء پر زکوۃ کو فرض کیااور یہ زکوۃ ایسی مالی عبادت ہے جو صرف غریبوں اورمحتاجوں کے لئے ہے جب آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے متعلق حکم دیا،توخذ من اغنیاء هم وترد الی فقرائهم کہ زکوۃ ان کے مال داروں سے لی جائے گی اورفقراء کی طرف لوٹائی جائے گی۔

زکوۃ کی اہمیت

زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن عظیم ہے زکوۃ کو حدیث میں قنطرة الاسلام (اسلام کا پل) کہا گیا ہے، جس میں داخل ہوئے بغیر کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔زکوۃ ایمانِ کامل کی نشانی ہے خداوند قدوس کا ارشاد ہے: وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ (التوبة:۱۱)

"اگر لوگ زکوۃ ادا کردیں گےتو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں"

اس آیت کریمہ میں آدمی کوزکوۃ دینے کی بنیاد پر مؤمن کا بھائی قرار دیا معلوم ہوا کہ زکوۃ ایمان کامل کی علامت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ لوگوں نے فریضۂ نماز کا تو اقرار کیا لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایاواللہ لأقاتلن من فرق بین الصلاة والزكاة "اللہ کی قسم میں ان لوگوں کے ساتھ ضرور قتال کروں گا، جونماز اورزکوۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں۔"

زکوۃ نہ دینے پر سخت وعید

زکوۃ نہ دینے والوں کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے:

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (التوبة:۳۵)

"اس دن ان کے مالوں کوآگ پر تپایا جائیگا پھراس سے ان کی پیشانیوں ، پہلوؤں اورپیٹھوں کوداغا جائے گااورکہا جائیگا یہی تمہارا مال جسے تم نے ذخیرہ کیا تھا سوتم اپنی

ذخیرہ اندوزی کے سبب عذاب کا مزا چکھو۔"

جب کوئی مستحق زکوۃ مال دار کے پاس پہونچتا ہے تو پہلے پیشانی پر بل پڑتے ہیں کہ کیوں آ گیا پھر پہلو کو موڑ کر دوسری طرف متوجہ ہو جاتا ہے تاکہ چلا جائے اس سے نہیں ہوا تو کوئی بہانہ نکال کر اپنی دوکان یا آفس سے اٹھ جاتا ہے اس لئے ان تینوں اعضاء کو خصوصیت کے ساتھ داغا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے

من آتاه الله مالاً فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيتان يطوقه يوم القيامة ثم يأخذ بلهزمتيه يعنى شدقيه ثم يقول انا مالك انا كنزك (البخاری)

"جس شخص کو اللہ تبارک وتعالی نے مال دیا پھر اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کی زبان پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہو میں تیرا خزانہ ہوں"

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: مامنع قوم الزكاة الا ابتلاهم الله بالسنين (طبرانی)

جو بھی قوم زکوۃ روکتی ہے تو اللہ تبارک وتعالی اس پر قحط سالی کو مسلط فرما دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

ولم يمنعوا زكاة اموالهم الا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا (ابن ماجه)

جو بھی قوم زکوۃ روکے تو اللہ تعالی آسمان سے بارش روک لیتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: ماخالطت الزكوة مالا الا افسدته (بیهقی)

"جس مال میں زکوۃ کا مال ملا رہے تو وہ سارے مال کو بگاڑ کر ختم کر دیتا ہے"

زکوۃ ایک مطالبہ شرعی

اللہ تعالی نے وجوب زکوۃ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ (الذریات: ۱۹)

"ان کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی کا حق ہے"

وجوب زکوۃ کی دلیل عقلی

انسان بندہ کامل اس وقت ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالی کے ساتھ گہرا تعلق اور خلق خدا کے ساتھ ہمدردی ہو اللہ تعالی سے تعلق قائم کرنے کیلئے نماز کا حکم ہے اور خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کے لئے زکوۃ

کا حکم ہے، نیز ہر نعمت کا شکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محتاج بندوں کا خیال رکھا جائے۔

زکوۃ کتنی دی جائے

بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو اتنا دیا جائے کہ وہ بے نیاز ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے خیر الصدقة ماکان عن ظهر غنی بہترین صدقہ وہ ہے جو سامنے والے کو بے نیاز کردے۔ ہمارے اسلاف چند لقموں یا چند سکوں کو کافی نہیں سمجھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک محتاج شخص آیا آپ نے اس کو تین اونٹنیاں دیں۔ حضرت عطار حمہ اللہ کا قول ہے کہ محتاج کو اتنا دو کہ وہ اس کیلئے کافی ہو جائے۔ اتنا دو کہ عمر بھر دوبارہ اس کو ضرورت نہ پڑے یا کم از کم سال بھر اس کو ضرورت نہ پڑے۔ اسی طرح زکوۃ کی رقم سے پیشہ وروں کے لئے آلات صنعت کا انتظام کر دیا جائے یا غریب بچوں کے دینی وعصری تعلیم کا انتظام کر دیا جائے یا بیماریوں کے علاج کا انتظام کر دیا جائے۔

(۵) صدقۂ فطر

غریبی ختم کرنے کی ایک اہم تدبیر صدقۂ فطر بھی ہے تا کہ عید کے موقع پر غربا بھی اپنے لئے خوشی کے سامان کا انتظام کرلیں۔ اس لئے بڑے مال داروں کے لئے بہتر یہ ہے کہ گیہوں یا اس کی قیمت کے برابر صدقہ فطر دینے کے بجائے ایک صاع کھجور اور کشمش کی قیمت دی جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ رقم ادا ہو اور غریب اپنے گھر کی ضرورت کا انتظام کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے

فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم زکوۃ الفطر طهرة للصيام من اللغو والرفث وطعمه للمساكين (ابوداؤد)

"اللہ کے رسولؐ نے صدقۂ فطر کو مقرر فرمایا تا کہ رمضان کے روزے لغو اور بے ہودہ چیزوں سے پاک ہو جائیں اور غریبوں کے کھانے کی ضرورت پوری ہو جائے۔"

(۶)..........بیت المال کا قیام (۷)..........اوقاف کا سلسلہ اور اس کی آمدنی کی حفاظت

(۸)..........صدقات کی ترغیب (۹)..........کفارات کی صحیح ادائیگی

(۱۰)..........نماز اور روزے کا فدیہ

غربت ختم کرنے کی اسلام نے یہ دس تدبیریں ذکر کی ہیں اگر آج کے مسلمان ان تدابیر پر پوری صداقت اور ایمان داری کے ساتھ عمل کرنے لگ جائیں، تو یقیناً اللہ تعالیٰ غربت کا خاتمہ بالخیر فرما دیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تدابیر پر عمل کرنے والا بنائے اور امت سے غربت مٹانے کا احساس پیدا کردے۔ وما توفیقی الا باللہ (بشکریہ ماہنامہ شاہراہ علم)

جاوید اختر ندوی

عشق وفدائیت کے لازوال نقوش

آسمان ہدایت کے نجوم تاباں حضرات صحابۂ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں فرمایا: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ''اللہ ان سے راضی وخوش ہو گیا اور وہ بھی اپنے رب سے راضی ہو گئے'' یہ مقام بلند جوان انفاس قدسیہ کو ملا وہ یوں ہی نہیں ملا بلکہ انہوں نے اسلام اور اس کے پیغمبر، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں جو عشق وفدائیت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، دنیا آئندہ اس کی مثال نہیں پیش کر سکتی، مکی ومدنی زندگی میں ہر موقع پر صحابہ کرامؓ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دل وجان کا نذرانہ پیش کرتے رہے، اور جب ان پر کسی طرح کا کوئی خطرہ محسوس ہوا، انہوں نے فوراً اپنی جانوں کو قربان کر دیا مگر ذات اقدس کو گزند تک نہیں پہنچنے دیا، حضرت طلحہ بن براءؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عشق ومحبت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، اس میں ہمارے لیے سامان عبرت ہے کہ آج کے حالات میں ہمیں اپنی زندگی کیسے گذارنی چاہیے:

جب جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کئی روز پہلے مشتاقان جمال شہر سے نکل کر راستے پر آ بیٹھتے اور شام کو مایوسانہ واپس ہو جاتے، بہت انتظار اور بڑی آرزو کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ دن ہی مدینہ منورہ کے لیے عید کا دن ہو گیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال سے مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا، بڑوں کے ساتھ بچے بھی خوشی منا رہے تھے اور لڑکیاں مبارک باد کے یہ سیدھے سادے گیت گا رہی تھیں: طلع البدر علينا من ثنيات الوداع وجب الشكر علينا ما دعا لله داع (ثنیات الوداع سے ہم پر بدر کامل طلوع ہوا، اس لیے خدا کا شکر ہم پر واجب ہوا)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر ہر جانب سے لوگ دوڑے چلے آ رہے تھے، ان میں انصار کا ایک نوجوان طلحہ بن براء بھی تھا، وہ بے اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹا جا رہا تھا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو خوب بوسے دیے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے جس کا حکم

دیا جائے گا اس پر مستعد پائیں گے"۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نوعمری میں یہ پختگی دیکھ کر متبسم ہوئے اور فرمایا: کیا تم اپنے والد براء کو قتل کر دو گے؟ طلحہ بن براء یہ ارشاد سن کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا، یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رک جاؤ، میں نے یہ بات تمہیں آزمانے کے لیے کہی تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھے قطع رحمی کے لیے ہرگز مبعوث نہیں فرمایا۔

چند ہی دنوں بعد یہ وفادار عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گیا، بیماری نے ایسی شدت اختیار کی کہ زندگی کی امید نہ رہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گے، تو اس وقت اس پر جانکنی کی علامات طاری ہو چکی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے اہل خانہ سے فرمایا کہ جب اسکا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع ضرور دینا تا کہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آجاؤں اور اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا، کیونکہ مسلمان کی میت کو گھر میں ڈالے رکھنا مناسب نہیں، بنی عمرو بن عوف کا یہ محلّہ جس میں یہ انصاری نوجوان بیمار تھا، مدینہ منورہ سے تین میل دور مسجد قبا کے اطراف میں واقع تھا اور درمیان میں یہودی بستیاں تھیں، اس نوجوان کی جس وقت وفات ہوئی تو رات ہو چکی تھی، وفات سے پہلے نوجوان طلحہؓ نے اہل خانہ سے کہا: دیکھو! جب میں مر جاؤں تو تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری موت کی اطلاع مت دینا، کیونکہ رات کا وقت ہے اور درمیان مین دشمن یہودیوں کی بستیاں ہیں، مبادا! کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح ایذا پہنچائیں، اس لیے تم لوگ خود ہی میرا جنازہ پڑھ کر مجھے دفنا دینا۔ اہل خانہ اور اہل محلّہ نے طلحہؓ کی وصیت پر عمل کیا اور طلحہ کو رات ہی میں دفن کر دیا۔

صبح کو محلے کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طلحہؓ کی وفات اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی تدفین کی خبر دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طلحہؓ کی موت بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے خیال سے آپ کو زحمت نہ دینے کی بات کا بہت اثر ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت محلّہ بنی عمرو تشریف لے گئے اور اہل محلّہ کی معیت میں طلحہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے، تو سب لوگ آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ کیلئے جو دعا فرمائی وہ اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا اللہ! طلحہ سے ایسی حالت میں ملنا کہ تم اسے دیکھ کر ہنس رہے ہو اور وہ تم کو دیکھ کر"۔

پروفیسر عبدالعظیم جانباز*

قتلِ غیرت کا تحقیقی جائزہ

اسلام اور دو قومی نظریہ کے نام سے وجود میں آنے والی جدید تجربہ گاہ "ریاست پاکستان" اپنے قیام کے 70 برس بعد بھی تشخص اور شناخت کے بحران میں مبتلا ہے۔ ملک کا کثیر صاحب علم طبقہ اسے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مفکر پاکستان وبانی پاکستان کے خوابوں کی تعبیر کے مطابق کامیاب اور پُر امن ملک دیکھنا اور بنانا چاہتا ہے اور اسی طبقہ میں سے بعض اسے سیکولر ریاست دیکھنے اور بنانے کے خواہاں ہیں، اس طرح بظاہر دو طبقے برسرِ پیکار نظر آتے ہیں:

1۔ وہ جو سورۃ النساء کی آیت نمبر 65 کی روشنی میں (ترجمہ) "اور تیرے رب کی قسم! یہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو فیصلہ کن نہ مان لیں، دل میں تنگی اور ناخوشی محسوس نہ کریں، بلکہ دل وجان سے قبول کرلیں" ملک کی کامیابی کے خواب دیکھتا ہے۔

2۔ دوسرا وہ جو جدید علوم سے بہرہ ور ہے، اسلام کو اپنے لیے رول ماڈل نہیں سمجھتا اور نہ ہی معاشرہ وریاست کی تشکیل میں مذہب کو بنیادی کردار دینے پر آمادہ نظر آتا ہے، میڈیا، عالمی ادارے اور مغربی حکومتیں اس کی بھرپور تائید کرتی ہیں، ان کے ہاں معاشرتی جرائم کی تشریح مذہب کی بنیاد پر نہیں، بلکہ انسانی رجحان کی بنیاد پر ہے۔

اس طرح ایک طرف یہ اپنے آپ کو مذہب سے آزاد اور دوسری طرف اسباب جرائم کو ہوا دینے کے مُسبب ہیں۔ چنانچہ ایسی سوچ کے حاملین دیگر جرائم کی طرح زنا جیسے معاشرتی واخلاقی جرم کو جسمانی تھکاوٹ اتارنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اس جرم کے ردِّ عمل میں پیدا ہونے والے جذبات کو رسومات کا نام دے کر احساسِ ندامت کے بجائے اس کی شدت کو ہی ختم کر دیتے ہیں۔

پاکستان میں جرائم غیرت (زنا کا ردِّ عمل) کے حوالے سے آخری قانون سازی آج سے 12 برس قبل اس وقت سامنے آئی جب اکتوبر 2004ء میں اقوامِ متحدہ نے اپنے اجلاس نمبر 69 کے ایجنڈا نمبر 98 کے تحت اپنے رکن ممالک سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ طبقۂ نسواں کے خلاف عزت وغیرت کے نام پر ہونے

* سیالکوٹ Azeemjanbaz77@gmail.com

والے جرائم کی مختلف شکلوں کو روکنے کے لیے اپنی کوشش، قانون سازی، انتظامی اقدامات اور منصوبہ بندی تیز کرے اور ایسے جرائم کی وجوہ، تدارک اور خاتمہ کے لیے متعلقہ افراد مثلاً پولیس، عدلیہ اور مقننہ کو خصوصی تربیت دے۔

29 مئی 2014ء کو لاہور میں فرزانہ نامی حاملہ خاتون کے قتل کا المناک واقعہ پیش آیا۔ جڑانوالہ کی رہائشی فرزانہ کو گھر سے بھاگ کر اپنے آشنا محمد اقبال کے ساتھ عشق کی شادی کرنے کی پاداش میں اس کے رشتہ داروں نے لاہور ہائی کورٹ کے باہر اینٹیں مار مار کر قتل کر دیا۔ اس بہیمانہ واقعہ کو امریکی وزارتِ خارجہ، برطانوی وزیر خارجہ ولیم ہیگ اور اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے سربراہ نیوی پیلے نے انتہائی شرمناک قرار دیتے ہوئے اس بارے میں تحت کارروائی اور فوری قانونی اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا، اس سے پہلے کہ اس پر کوئی پیش رفت ہوتی ملک سیاسی وانقلابی دھرنوں کی زد میں آ گیا۔

غیرت کی تعریف

عربی زبان کی مشہور زمانہ لغات لسان العرب وتاج العروس میں غیرت کی تعریف یوں کی گئی ہے: ''غیرت دل کی حالت بدل جانے اور غصہ کے سبب ہیجانی کیفیت طاری ہو جانے کو کہتے ہیں، جس کا سبب کسی ایسے شے میں دوسرے کی دخل اندازی ہوتا ہے جس کو انسان اپنے ساتھ مخصوص سمجھتا ہے''۔

آج دنیا کا کوئی بھی مہذب معاشرہ اسلام کی اس خوبی کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس نے انسانی نفسیات کے مطابق اُن تمام صورتوں کی نشاندہی کر دی ہے کہ کن کن ہیجانی کیفیات کے طاری ہو جانے پر غیرت کھانی چاہیے نہ کہ اپنی یا معاشرتی خواہشات واثرات پر۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اے امت محمد! اللہ کی قسم، روئے زمین وکائنات میں کسی شخص کو اس سے زیادہ غیرت نہیں آتی، جس اللہ کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی بندی بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

غیرت کے نام پر عزت وناموس کے تحفظ کے لیے جدوجہد کے نتیجے میں قتل ہو جانے والا درجہ شہادت پر فائز ہوتا ہے، فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت (جان، مال، عزت) کی خاطر مارا جائے وہ شہید ہے'' (ترمذی) ایک اور روایت میں ہے جو اس کے ہاتھوں مارا جائے اس پر کوئی قصاص نہیں ہے۔

اسلام میں بدکاری اور اس کے مبادیات (ابتدائی کیفیات) کو بھی گناہ قرار دیتے ہوئے ان پر بھی لفظِ زنا کا اطلاق کیا گیا ہے، جو کہ اس گناہ کی شدت وقباحت کے اظہار کے لیے ہے، ورنہ حقیقی زنا

وہی ہے جو بدکاری کا فعل حقیقی ہے اور اس کے ثبوت کے معروف تقاضے اور مخصوص سزا ہے۔فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے، زبان کا زنا فحش گوئی ہے، دل کا زنا خواہش وہوس ہے اور شرم گاہ اس کی کلی تصدیق یا تکذیب کر دیتی ہے'' (صحیح بخاری) (اور اس آخری کیفیت پر چار گواہوں کی شرط بھی ہے)

ابتدائی جرائم سے قطع نظر جہاں تک غیرت کے نام پر قتل کا تعلق ہے تو اس بارے میں احادیث میں وضاحت موجود ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلمنے عملاً بدکاری کی صورت میں بھی کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، جس کا ثبوت مدینہ منورہ کے ایک انصار سردار صحابی سعد بن عبادہؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مکالمہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زنا کی سزا کے بارے میں بتا رہے تھے، اس نے سوال کیا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو پائے تو کیا وہ اسے قتل نہیں کر سکتا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں! سعد بولے، اس کا مطلب ہے کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پالوں تو میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا، حتی کہ چار گواہ لے کر آؤں، نبیصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! سعد کہنے لگے، ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپصلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور سچ کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں تو جلد ہی اس سے قبل تلوار سے اس کا کام تمام کر دوں گا، تب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اپنے سردار کی سنو! یہ بڑا غیور ہے، میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔(صحیح مسلم)

اسلام میں ہر جرم کی سزا اس کی نوعیت کے مطابق مقرر کی گئی ہے اور یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے۔نظر بازی، فحش گوئی اور عشق فجور کے رویے اختیار کرنا، گو کہ اسلام کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ ہیں، مگر اس کی سزا نہیں کہ ایسا کرنے والے کو موت کی گھاٹ اتار دیا جائے، حتی کہ کنوارے مرد وزن اگر زنا کاری بھی کرلیں تو شریعت اسلامیہ میں ان کی سزا قتل کے بجائے مقررہ حد تک کوڑے اور جلاوطنی سے زیادہ نہیں۔غیرت کے حوالہ سے جرائم کی بعض سنگین صورتیں مجرموں کے لیے سزائے موت کو شرعاً جائز تو کرتی ہیں، تاہم ورثاء کے لیے پھر بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں، ایسا کرنا صرف مسلمان حاکم کا ہی استحقاق ہے۔اسی طرح جن جرائم کی سزا قرآن وسنت نے مقرر کر دی ہے اس کی جگہ از خود دوسری سزا وہ کم ہو یا زیادہ مقرر کرنا بھی جائز نہیں۔

پاکستان میں قانونی طور پر جرائم غیرت کی تعریف اور مصداق مختلف ہیں، جن میں کاروکاری، سیاہ کاری اور وٹی جیسے جرائم کو ہی سامنے رکھ کر قانون سازی کی گئی ہے، چنانچہ ''عورت فاؤنڈیشن'' کے

زیراہتمام "کرائم آف آنر" نامی کتاب کی مصنفہ ملیحہ ضیاء لکھتی ہیں:

"عورت کے نام پر ارتکاب کیے جانے والے جرائم مثلاً کاروکاری، سیاہ کاری یا اس سے ملتی جلتی رسوم ورولیات خاندان کے ارکان کو اس وجہ سے عورت اور مرد کو قتل کرنے کی اجازت دیتی ہیں کہ اس سے خاندان کو بے عزتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے"۔(از ملیحہ ضیاء صفحہ نمبر 31)

صورتِ حال کا حل

پاکستانی معاشرہ اس وقت جس المیہ سے دوچار ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہماری حکومتیں عوام کے سماجی اور دینی رجحانات کو مدنظر رکھ کر نہ تو قانون سازی کرتی ہیں اور نہ ہی قانون کے مطابق اقدامات کرتی ہیں، جس سے معاشرے میں پہلے شدید بے چینی، اضطراب اور پھر بے راہ روی پروان چڑھتی ہے۔ایک طرف قانون کا طرفہ تماشہ یہ کہ زنا کا کیس ایس پی اور عدالت کی پیشگی اجازت کے بغیر درج نہ ہو، گویا اس طرح اس جرم کو تحفظ دیا جاتا ہے کہ اس کی ایف آئی آر ہی ناممکن بنا دی گئی۔

آخری سالوں میں ہونے والی قانون سازی کا منظر نامہ تو یہ ہے کہ فسق وفجور اور بے راہ روی اختیار کرنے والے تو معصوم ٹھہرے اور ان کو روکنے والے کسی تفصیل میں جائے بغیر سیدھے قانون کی گرفت میں۔ لوگ قانون کو ہاتھ میں لینے پر اس لیے مجبور ہوتے ہیں کہ ایک طرف مذہب اور ان کی درست سماجی روایات ان کو غیرت مندی کا درس دیتے ہیں، دوسری طرف کی افسوس ناک صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے ذرائع ابلاغ اور ہماری غلط بیہودہ سماجی روایات عشق ومحبت کو ایک مقدس قدر اور خوبصورت مقصدِ حیات کے طور پر پیش کر رہے ہیں، حالانکہ پاکستان کا کوئی بھی شخص اپنی بہن، بیٹی، بہو اور بیوی کے لیے کسی آشنا یا عاشق ومحبوب کا نام سننے پر آمادہ نہیں جو کہ تقاضائے غیرت بھی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں کہ "غیرت انسانی فطرت میں شامل ہے اور جو غیرت مند نہیں، گویا بعدفطرت ہے"۔ اسلام نے غیرت کو پسندیدہ قرار دیتے ہوئے اس کی تمام جائز اور مشروع شکلیں اور کیفیات واضح کر دی ہیں، جب کہ ناجائز مخاصمت، خود ساختہ غیرت مندی، قبائلی وعلاقائی رسومات، تعصب اور فرقہ وارانہ رویہ واضح طور پر حرام قرار دیئے ہیں، اسی طرح کاروکاری، سیاہ کاری، ونی یا اس سے ملتی جلتی قبائلی رسومات وروایات سے لے کر خفیہ آشنائی، ناجائز راہ رسم اور تعلقات، بدکاری، خفیہ شادی، عشقیہ شادی اور قبائلی تعصّبات کے زیر اثر خواتین پر ہونے والے مظالم سمیت اسلام ہرگز ہرگز اس کی اجازت یا سہولت نہیں دیتا اور نہ ہی ایسے جرائم کے سرزد ہو جانے پر کسی فرد یا گروہ کو قانون ہاتھ میں لینے کی یا از خود اس کی سزا تجویز کرنے کی اجازت دیتا ہے، شریعت

اسلامیہ میں تمام معاشرتی مسائل کا حل موجود ہے۔

اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وارث شاہ جیسا صوفی شاعر عشق وفجور، خفیہ آشنائی، ناجائز مراسم اور تعلقات، بوس وکنار، اشتہا انگیز جذبات وخیالات کو عشق حقیقی کا نام دے کر سند جواز مہیا کرے۔ ہیر رانجھا، لیلیٰ مجنوں، سوہنی مہیوال، سسی پنوں، مرزا صاحبان جیسے حیاء سوز قصے وکہانیاں ہمارے کلچر کا ادبی ورثہ ہوں، اسی طرح ایک اور صوفی شاعر شاہ حسین، جن کے متعلق فیروز سنز کے شائع شدہ ''اردو انسائیکلو پیڈیا'' میں درج ہے کہ ''36 برس تک حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دی، اس دوران ایک خوبصورت ہندو برہمن لڑکے مادھولال پر عاشق ہوگئے، اپنے لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کرتے، ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر ناچتا گاتا اور مادھولال کو یقین دلاتا کہ تمھارا نام میرے نام سے پہلے آئے گا''۔ یہ کیسا عشق حقیقی ہے جسے ہمارے معاشرے کا ادبی ورثہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔

ہمیں واضح طور پر دو مخالف راستوں میں سے ایک کا انتخاب اور اس کے لوازم اور نتائج وعواقب کے لیے خود کو تیار کرنا ہوگا، شریعت اسلامیہ کی صحیح وحقیقی تعلیمات سے واقفیت اور ان کا احترام لازم ہے ورنہ اس دورخی سے معاشرہ میں ہر طرف المیے جنم لیتے رہیں گے۔ حدود اللہ کا اپنی روح سے بروقت نفاذ واطلاق ہی مسائل کا حقیقی حل ہے۔

رابطہ: صبح 11:00 تا شام 7:00 بجے تک

مایوسی اور اُس کا علاج

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کتاب ''مایوسی اور اُس کا علاج'' جو دورِ حاضر میں تمام مخلوقِ انسانی کے لیے ''مایوسی'' سے نجات حاصل کرنے کے لیے مفید ہونے میں اپنی مثال آپ ہے۔ اور مایوسی، ناامیدی، ذہنی دباؤ، مشکلات، پریشانیاں، انتقامی جذبات، نفسیاتی امراض، احساس کمتری، قوتِ برداشت کی کمی وغیرہ کے بارے میں رہنمائی کرتی ہے، جس سے مایوسی اور مشکلات میں مبتلا افراد کے لیے خوش گوار زندگی گزارنا آسان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ (جدید انداز میں کمپوزنگ، امپورٹڈ پیپر، اندرونی طباعت رنگین اور معیاری بائنڈنگ کے ساتھ دستیاب ہے۔)

صفحات: 448

اپنے قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں۔

نوٹ: یہ کتاب آپ گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

مکتبہ نبوی پبلشرز
0313 920 54 97

مولانا ابو المعز عرفان الحق اظہار حقانی *

دو عبقری علمائے کرام کی جدائی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوارؒ، فاضل دیوبند

اس دنیائے فانی سے رحلت کا تسلسل روزِ اول سے قائم ہے، ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ کائنات میں بجز اللہ کے کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔ اور پھر قیامت قائم ہو جائے گی، حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہوگا۔ شریعت میں اس دن کا تعین تو نہیں کیا گیا کہ کب ایسا ہوگا؟ تاہم اس کی علامات حضور خاتم النبیینؐ نے بیان فرمائی ہیں۔ ان میں ایک بڑی نشانی علم کا اس دنیا سے اٹھ جانا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے علم یک دم نہیں نکالے گا بلکہ علم کو اہل علم کے اٹھانے سے اٹھائے گا، یہاں تک کہ زمین پر کوئی بھی عالم نہیں بچے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے، اور ان سے مسائل پوچھیں گے، وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کے گمراہی کا سبب بنیں گے۔

آج ہم اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو افسوس صد افسوس! آئے روز ہم علم و عمل کے کسی نہ کسی کوہ گراں کو رخصت ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ایک عظیم علمی شخصیت زہد و تقویٰ کے پیکر، اکابرین کی نشانی، مرنجان مرنج طبیعت کے حامل، متواضع اور منکسر المزاج انسان، دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل اور مدرسہ ہدایت الاسلام تخت آباد و پشاور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوار گزشتہ روز ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ کو بوقت عشاء اچانک دل کا دورہ پڑنے سے رحلت فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

یہ اطلاع ملتے ہی دل و دماغ اور حوصلہ نے کام چھوڑ دیا اس لئے کہ یہی وہ ملکوتی صفت لوگ ہیں جن سے ملت کے موجودہ زبوں حالی میں ڈھارس بندھی رہتی تھی، تاہم قدرت کے فیصلے تو اٹل ہوتے ہیں بجز صبر کے اور کوئی چارہ نہیں، اس پیرانہ سالی میں مرحوم کی مٹھاس بھری گفتگو گویا ابھی کانوں میں محسوس ہو رہی ہے، لیکن وہ خود اب نہیں رہے۔ ہم گنا ہگاروں کے ساتھ ان کا حد درجہ مشفقانہ تعلق، دارالعلوم حقانیہ اور جد مکرم

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا عبدالحق ؒ سے عقیدت مندانہ محبت کسی سے مخفی نہیں۔کچھ عرصہ قبل حضرت مولانا سمیع الحق کی شمائل ترمذی کی شرح زین المحافل کی تقریب رونمائی میں شرکت کرتے ہوئے فرمایا: ’’زین المحافل‘‘ نے آج کی محفل کو زینت بخشی، علماء جمع ہیں، اولیاء جمع ہیں، صلحاء جمع ہیں، حدیثِ پاک کی شرح، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے درسی افادات وافاضات، ایک عظیم علمی مقام ہے اس سے ایک عالم میں علم کا نور پھیلے گا خصائل نبویؐ کو فروغ ملے گا، شمائل نبوی کا پرچم بلند ہوگا۔‘‘

گزشتہ برس جب شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ ؒ کا انتقال ہوا تو آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جن پر دارالعلوم کے ارباب حل وعقد نے فیصلہ کیا کہ انہیں دارالعلوم کے مسند حدیث کی زینت بنایا جائے ،تاہم مرحوم کے ضعف ونقاہت وپیرانہ سالی کی بنیاد پر اس فیصلے کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ مجھے الحمدللہ ذاتی طور پر علمی سفر کا دوران جلالین شریف اور احادیث کی کتب میں وقتاً فوقتاً ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا رہا۔تفسیر جلالین آپ نے دیوبند میں مولانا عبدالحق ؒ سے پڑھی تھی، اس طرح میں ان کی شکل میں دادا جان سے فیض پاتا رہا، اب یہ اخذ واستفادہ اور فیضان کا سلسلہ بند ہوچلا۔آپ سے احقر کی غالباً آخری ملاقات چند ماہ قبل پشاور کے نواحی گاؤں بابوزئی میں مولانا سید صاحب حسین حقانی کے ہاں ایک تقریب نکاح میں ہوئی، اس دوران ان سے بعض سوانحی حالات حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

آپ ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کو حضرت مولانا عبدالواحد ؒ المعروف بہ صاحب حق کوٹ بن قطب دوران حضرت غندل خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ چار سال چھ ماہ کی عمر میں قاعدہ بغدادی شروع کیا، اپنی پھوپھی جو عالمہ فاضلہ تھیں، سے قرآن پاک ناظرہ، پنج کتاب، تحفۃ النصائح گلستان بوستان اور دیگر فارسی کتب پڑھیں۔ پھر اپنے چچا حضرت مولانا فضل مولیٰ فاضل دیوبند سے صرف بہائی، نحو میر، شرح جامی تک رسائل منطق، شرح تہذیب، ہدایۃ الحکمۃ اور میبذی پڑھیں۔اپنے دوسرے چچا مولانا عبدالوھاب فاضل مدرسہ عالیہ رامپور ہند، سابق مدرس مدرسہ رحیمیہ دہلی جو منطق وحکمت میں خاصی شہرت کے حامل رہے، سے کتب منطق، سلم، میر زاہد، ملا جلال، حمد اللہ، علم معانی میں مختصر المعانی پڑھیں۔ پھر طلب علم کیلئے پہلا سفر دیر کے علاقہ کی طرف کیا، جہاں زیڑ کلے قاضی صاحب اور کوٹکی قاضی صاحب سے استفادہ کیا۔دوسرا سفر ضلع اٹک کے علاقہ چھچھ میں موضع دامان کا کیا، جہاں مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا محمد عمر کاملپور صاحب حق سے شرح ملا جامی اور علم العروض کی کتاب متن الکافی وغیرہ پڑھیں، یہیں پر حضرت مولانا عبداللہ دیان خلیفہ حاجی صاحب ترنگزئی ؒ سے ملا حسن اور کنز الدقائق جبکہ ان کے چھوٹے بھائی مولانا امین الحق سے اصول الشاشی پڑھیں۔ ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء کو اپنے پھوپھی زاد بھائی مولانا عنایت اللہ کی ترغیب پر دارالعلوم دیوبند پہنچے جہاں

داخلے کا امتحان شیخ الریاضی مولانا بشیر احمد خان صاحب گلوٹھی نے لیا۔شرح الوقایہ، مختصر المعانی اور حمد اللہ میں امتحان لیا گیا، اردو زبان سے زیادہ بلد نہ تھے،لہٰذا فارسی میں جوابات دیئے، پچاس میں پینتالیس نمبر حاصل کر کے داخلہ ملا۔دیوبند میں ہدایہ اولین حضرت مولانا عبدالشکور، نور الانوار حضرت مولانا معراج الحق سے، مقامات حریری حضرت مولانا اختر حسین صاحب سے، جبکہ دیگر کتب خیالی، حاشیہ شرح عقائد و مطول مولانا نور محمد صاحب سے، حسامی مولانا حبیب اللہ سے،توضیح وتلویح قاضی اور صدرا حضرت مولانا عبدالخالق ملتانی سے، جلالین شریف مع فوز الکبیر حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک سے مشکوٰۃ شریف مع نخبۃ الفکر حضرت مولانا محمد شریف کاشمیری سے، سراجی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند مولانا سید احمد سے قرات کی مشق حضرت مولانا قاری احمد میاں سے پڑھیں۔

تقسیم ہند کے سال شعبان میں طلباء نے چھٹیاں گزارنے کے لئے اپنے اپنے وطن کا رُخ کیا لیکن حضرت مرحوم کے دل میں یہ بات راسخ ہوگئی تھی کہ میں اس سال وطن نہیں جاؤں گا،طلباء نے بہت زور لگایا لیکن آپ اسی بات پر ڈٹے رہے کہ پھر کیا معلوم کہ یہاں آنا نصیب ہوگا کہ نہیں؟ دوست احباب نے تنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی چارپائی بستر ،میز اور دیگر سامان لا لا کران کے کمرے میں جمع کئے اور طنزاً کہا کہ اس کی چوکیداری بھی کرنا، مرحوم فرماتے تھے کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے،بعد میں یہی سامان میرا اس وقت کام آیا جس وقت ہر طرف سے خرچہ ملنے کی امیدیں ختم ہوگئیں۔ میں ایک ایک چیز کو لے کر بیچتا اور اس سے اپنا خرچ پورا کرتا، جمعہ کی صبح ایک بنگالی طالب علم نے انہیں پاکستان بننے کی خبر سنائی، قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہندو مسلم فسادات شروع ہوگئے،موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے میں "حزب اللہ" کے نام سے ایک حفاظتی تنظیم بنائی۔جس کے سپہ سالار احمد یار خان تھے اور ان کے ساتھ چار علم دار مقرر ہوئے جن میں ایک میں بھی تھا، ہر علمدار کے ماتحت پچیس مجاہد تھے،ان کا کام تمام رات مدرسہ کی حفاظت کرنا تھا،فرماتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کی رات بارہ بجے ہندو فوج نے دارالعلوم کا محاصرہ کرکے پچیس جانور قربانی کے زبردستی لے گئے،وہ عید ہم پر بہت کٹھن گزری،نماز عید بھی ہم نے عیدگاہ کی بجائے دارالعلوم میں پڑھی،اس سال حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ صاحب تقسیم ملک ہونے کی وجہ سے ایک گونہ سیاست سے فارغ تھے،اور فسادات کی وجہ سے دیوبند ہی میں مقیم رہے۔اس لئے ہمیں اُن سے خوب استفادہ کا موقع ملا۔فراغت کے بعد بھی دیوبند میں رہے،اس دوران جو کتابیں طالب علمی میں پڑھنے سے رہ گئی تھیں،اس کی تکمیل کی۔تقریباً دو سال تک ہندوستان میں موت وحیات کی کچھ بھی خبر گاؤں اور گھر والوں کو نہ رہنے کے ساتھ گزرے۔اپریل ۴۹ء میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے کتب خانہ کو پاکستان منتقل کرنے کے لئے تین ٹرک

آئے، تو اس میں بڑی مشکلات کے ساتھ لاہور پہنچے۔ زمانہ طالب علمی ہی میں دیوبند میں مطول اور جلالین شریف طلباء کو پڑھانا شروع کیا، وطن واپس لوٹنے پر اپنے گاؤں کی مسجد میں درس و تدریس کا آغاز کیا، اور یہاں مختصر المعانی تک کی کتابیں پڑھاتے رہے، پھر شدید بیماری کی وجہ سے معالج نے ٹھنڈی جگہ جانے کا مشورہ دیا تو پاڑہ چنار منتقل ہوگئے۔ بعد ازاں دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ قائم ہوا تو اس کے بانی مولانا عبدالغفور اپنے دیگر اراکین کے ساتھ وہاں تدریس کی دعوت دینے کے لئے پہنچے، اٹھارہ سال تک وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیں جہاں ابتدائی کتب سے لے کر طحاوی شریف اور مسلم شریف تک کتابیں زیر درس رہیں، اوکاڑہ پنجاب میں مدرسہ حنفیہ میں بھی ایک سال تک پڑھاتے رہے۔ پھر علاقہ دوآبہ میر زو میں دارالعلوم احناف میں تقرر ہوا۔ چھ سال تک وہاں دورہ بھی پڑھاتے رہے، پھر علاقہ داؤد زئی کے دارالعلوم ہدایۃ الاسلام تخت آباد کو اپنی تدریسی خدمات سے نوازا۔ ۱۹۹۲ء میں مردان میں دورہ صغریٰ پڑھانا شروع کیا۔ اور عرصہ بارہ سال تک یہ سلسلہ رہا۔ پھر دوبارہ تخت آباد کے قدیم مدرسہ سے اراکین کے اصرار پر وہی درس شروع کیا اور مرتے دم تک یہ سلسلہ یہیں تک رہا۔ بیعت میں اپنے والد محترم سے مجاز تھے جو کہ حضرت مولانا عبدالغفور مشہور بہ سوات صاحب سے ماذون تھے۔ آپ کا نماز جنازہ چارسدہ کے سلیم شوگر مل میں بعد از ظہر ۲ بجے ۲۱ر نومبر کو ان کے صاحبزادے مولانا محمد امجد حقانی نے ادا کیا۔ جنازہ سے قبل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مولانا مرحوم کی خدمات کو سراہا اور انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا، جنازہ میں ہزاروں علماء صلحا اور عوام الناس نے شرکت کی۔

عظیم محدث وفقیہ مولانا مفتی حمید اللہ جان مروتؒ

شناوران علم وعمل کا اٹھنا ویسے بھی عظیم خسارہ ہے لیکن ایسے نازک حالات میں جب امت انحطاط وتنزل کی شکار ہو کر دشمنوں کی گرداب میں پھنسی ہو تو پھر ایک ادنیٰ طالب علم کا اٹھنا بھی بڑے سے بڑے جرنیل کے چلے جانے کے مترادف ہے۔ اہل پاکستان کو بحیثیت قوم سخت اندرونی و بیرونی خلفشار کا سامنا ہے، علمائے کرام کا وجود ایسے وقت میں ٹھنڈی چھاؤں کی مانند ہوتا ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان مروت بھی ایک ایسا شجرہ سایہ دار تھے جنہوں نے تقریباً اسی برس تک اپنے برگ وبار سے باد مخالف سے بچائے رکھنے کا کام کیا۔ آپ گزشتہ روز اتوار ۲۹ اکتوبر ۲۰۱۶ کو صبح ساڑھے دس بجے اپنے آبائی علاقہ لکی مروت میں رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم گزشتہ پانچ ماہ سے جگر کے سرطان میں مبتلا تھے،

کچھ ایسے بھی اس بزم سے اٹھ جائیں گے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

مفتی صاحبؒ کی خصوصیات میں ایک اہم وصف جس کا اعتراف ہر ایک کرتا نظر آتا ہے وہ گردوپیش اور ماحول سے بالکل متاثر نہ ہونا ہے، آپ جس چیز کو حق سمجھتے تھے اسے ببانگ دہل کہہ ڈالتے اور اس پر آخر دم تک ڈٹے رہتے۔ جمعیت کی دھڑابندی کے بعد وہ درخواستی گروپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور مرتے دم تک جمعیت علمائے اسلام میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا ساتھ دیتے رہے۔

فطری ذہانت ،فصاحت،طلاقت لسانی، تبحر علمی ،عظیم جہادی جذبہ،پاکیزگی ،سنجیدگی،وقار و متانت،خندہ روئی،خوش لباسی،خوش خصالی یہ وہ عناصر صورت تھے،جن کو ہر چھوٹے بڑے نے انکی شخصیت میں پایا،آپ ادق علمی مسائل اور معرکۃ الآراء مباحث اس انداز سے سمجھاتے تھے کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی، آپکے مختصر حالات زندگی جو میسر ہوسکے وہ یہ ہیں:

چھ شوال ۱۳۵۹ھ کو لکی مروت کے دیہات نادر خیل میں مولانا نیاز محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کے آباؤ اجداد علاقہ میں علمی و دینی خدمات بجالانے والے معروف علماء میں سے تھے،والد محترم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے،آپ کے دادا مولانا جان محمد کا علمی رسوخ بھی لوگوں میں شہرت کا حامل رہا۔

مفتی صاحب نے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ گھر پر اپنی والدہ سے قرآن پاک کی تعلیم پائی،پھر ابتدائی دینی تعلیم اپنے برادر مکرم مولانا فضل احمد اور مولانا فضل اللہ سے حاصل کی۔شوال ۱۳۷۱ھ سے باقاعدہ مروجہ دینی نصاب تعلیم کا آغاز دارالعلوم اسلامیہ سے کیا۔آپ کے اساتذہ میں مولانا معز الحق فاضل دیوبند،مفتی حبیب اللہ،مولانا عبدالسلام چکیسری اور مولانا گل جعفری بھی شامل ہیں ۔موقوف علیہ کے بعد فقہ وافتاء کا خصوصی دورہ مولانا فضل احمد سے کیا۔جس میں مروجہ فقہی کتب کے علاوہ درمختار بالاستیعاب پڑھی۔دورہ حدیث کیلئے حضرت مولانا مفتی یوسف بنوری صاحب کے پاس کراچی پہنچے ۔۱۳۸۰ھ کو بخاری وترمذی مولانا یوسف بنوری، مسلم شریف مولانا انورشاہ کشمیری کے شاگرد مولانا لطف اللہ جہانگیروی، سنن ابی داؤد مولانا فضل محمد سواتی فاضل دیوبند، معانی الآثار اور موطا امام مالک مولانا ادریس میرٹھی اور بقیہ کتب مولانا عبدالرشید نعمانی سے پڑھیں ۔باقاعدہ تدریس کا آغاز فراغت سے متصل شوال ۱۳۸۰ھ کو اپنے مادر علمی دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت سے کیا۔ وہاں تقریباً پچیس برس تک تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ افتاء اور علاقہ بھر میں دینی خدمات بجالاتے رہے۔ایک سال دارالعلوم سرحد میں تدریس کی،اس دوران سیکنڈری بورڈ پشاور کی جامع مسجد میں امام وخطیب بھی رہے۔ایک برس تک دارالعلوم لکی میں بحیثیت استاذالحدیث ذمہ داریاں نبھائیں۔

مولانا فضل احمد کے انتقال کے بعد اراکین شوریٰ نے انہیں اپنے آبائی مدرسہ میں خدمات بجالانے کے لئے مجبور کیا۔رمضان ۱۴۱۱ھ تک وہیں خدمات انجام دیں،بعد ازاں تقریباً چھ برس تک دارالعلوم حنفیہ چکوال میں اور کراچی کے مدرسہ مخزن العلوم میں دو برس تک شیخ الحدیث اور صدر مفتی کے مناصب پر فائز رہے۔شوال

۱۴۱۹ھ کو پاکستان کے صفِ اول کے مدارس میں لاہور کے معروف مدرسہ جامعہ اشرفیہ میں مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی اور مولانا مفتی محمد جمیل ان ہر دو اساطین علم کے انتقال پر مجمع البحرین کی حیثیت سے مسند حدیث وافتاء پر متمکن ہوئے۔ سولہ برس تک وہاں پڑھانے کے بعد رائیونڈ روڈ لاہور میں اپنا ادارہ جامعہ الحمید کے نام سے قائم کیا۔ جہاں تادم واپسیں تدریس سے وابستہ رہے۔ یاد رہے کہ یہ ادارہ تخصص فی الفقہ والافتاء کے لئے کچھ ہی عرصہ میں بہت شہرت پا گیا۔ آپ کے تلامذہ کا کہنا ہے کہ انہیں شامی اور عالمگیری جیسی بڑی ضخیم کتابیں فاتحہ کی طرح یاد تھیں۔ جب بھی فتویٰ دیتے تو حوالہ اصل ماخذ سے دیتے تھے، طلبا کو فقہی عبارت زبانی سناتے، اگر کوئی طالب علم یا عالم دین عبارت میں تقدیم وتاخیر یا کمی زیادتی کرتا تو اس پر فوراً تنبیہ کرکے اصلاح فرماتے، اور کتاب کا صفحہ اور مکتبہ بھی بتادیتے۔ افتاء کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید طولیٰ سے نوازا تھا، جامعہ اشرفیہ، اپنے مادر علمی کی مروت، دارالعلوم حنفیہ چکوال میں آپ کے ہاتھوں سے ہزاروں فتاویٰ جاری ہوئے اگر اسے جمع کیا جائے تو اس سے ایک بیش بہا ذخیرہ سامنے آسکتا ہے۔

تصوف وسلوک میں آپ نے اپنا تعلق رمضان ۱۳۸۶ھ میں مولانا عبدالعزیز رائپوری سے قائم کیا۔ مولانا حبیب اللہ نے سلسلہ نقشبندی سے آپ کو خلافت سے نوازا۔ جبکہ حافظ عبدالوحید رائپوری جو مولانا عبدالقادر رائپوری کے بھانجے تھے، نے انہیں چاروں سلسلوں میں ان کو ماذون ٹھہرایا۔ مفتی صاحب کو ایک دفعہ پاکپتن کے قریب ایک بستی میں محمد جاوید نامی ایک شخص نے وعظ کے لئے مدعو کیا، جہاں دوران واعظ انہیں ایک شخص ماسٹر عبدالقیوم ملے، جس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجلس لگی ہے اور حضورؐ کے قریب ایک شخص بھی بیٹھے ہیں تو حضورؐ نے اس بزرگ شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے کہا کہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ اس خواب کے بعد میں علماء اور بزرگان دین سے ملاقاتوں کے لئے مسلسل جاتا رہا، تاکہ اس خواب والی شخصیت کو پا سکوں، آج طویل عرصہ کے بعد آپ کو دیکھنے پر مجھے وہ شخصیت مل گئی، لہٰذا مجھے بیعت کروا کر مسلمان کیجئے۔

دینی انحطاط کے اس دور میں درس اور وعظ وارشاد کے ساتھ ساتھ سیاست کی خاردار وادی میں بھی مفتی صاحب نے اپنی خدمات سے قوم وملک کو مستفید کئے رکھا۔ آپ ابتداء سے ہی جمعیت کی سیاست میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی سے زیادہ متاثر تھے، اسلامی جمہوری اتحاد کے قیام پر علاقائی، ضلعی اور صوبائی مناصب پر فائز رہے، شریعت بل کی تحریک چلی تو اس تحریک کی راہ ہموار کرنے میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کا بھرپور ساتھ دیا، اس سے قبل ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی مولانا یوسف بنوریؒ کی قیادت میں سرگرم عمل رہے۔ آپ زبردست جہادی جذبے کے حامل تھے، ۱۹۸۸ء میں علماء کے ایک وفد کیساتھ روس کے خلاف عملی طور پر جہاد میں بھی حصہ لیا، ہمیشہ افغان جہاد میں علمائے کرام اور طالبان کی تائید کیلئے مختلف علاقوں میں راہ ہموار کرتے رہے، زندگی کے آخری دور میں وہ سیاسی جمہوری تنظیموں سے دلبرداشتہ ہوگئے تھے، تاہم

فکری اور ذہنی ہم آہنگی مولانا سمیع الحق کیساتھ رہی۔گزشتہ سال ۲۵ مئی کو لاہور کی ایک تقریب میں فرمایا:

''مولانا سمیع الحق نظریاتی طور پر پختہ اور ثابت قدم شخصیت ہیں۔ ہوا کی رخ پر چلنے اور بدلنے والے نہیں یہ نہیں کہ حالات اور مصلحتوں کا شکار ہو کر صبح ادھر ہو اور شام کو ادھر ہو۔وہ کل بھی افغان طالبان کے حامی تھے اور آج بھی حامی ہیں یہی وجہ ہے کہ میں انکا مداح ہوں۔انہوں نے ہر دم اور ہر قدم پر جب باطل یا حکومت وقت نے کوئی غلط یا خلاف شرع قدم اٹھایا تو پوری قوم کو یکجا کر کے اسکے خلاف اٹھایا اور سرکوبی فرمائی۔اسی نظریاتی ثابت قدمی کے نتیجے میں وہ مغرب کی پالیسیوں کے خلاف ہیں اور انہوں نے نظریہ کی جنگ کھل کر لڑی اور ببانگ دہل بتایا کہ مغرب ہمارا دشمن ہے اسکے نظریات اسلام کے خلاف ہیں جب تک ہم نے مغربی نظریات کا صفایا نہیں کیا اس وقت تک اسلامی نظام نہیں آسکتا ہے اور جب تک اسلامی نظام نافذ نہ ہوگا اس وقت تک اس ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔یہی مولانا کے پیغام کا خلاصہ ہے۔ان کے دو خصوصیات بیان کر کے اجازت چاہونگا اور یاد رکھیں! کہ میں خوشامد نہیں کرتا بلکہ حق کہتا ہوں کہ ان کی پہلی خصوصیت حق بات کا اظہار کرنا ہے وہ جبل استقلال ہیں۔وہ چاہے کچھ بھی ہو حق کا اظہار کرتے ہیں اور نتائج کی پرواہ نہیں کرتے ہیں،اس سلسلے میں وہ مشکلات سے بھی دوچار ہوتے ہیں لیکن گھبراتے نہیں ہے اور نہ حق کا ساتھ چھوڑتے ہے۔انکی دوسری خصوصیت ان کا ادارہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ہے جو پاکستان کا سب سے بڑا عظیم مدرسہ ہے اور اسلامی تعلیمات،تفسیر و حدیث اور جہاد کا مرکز ہے۔جو ہر معنی میں کامل اور مکمل ادارہ ہے۔''

موصوف دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان اور جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا سید یوسف شاہ کے ماموں تھے،مفتی صاحب کی تصنیفات میں عربی زبان میں اصول فقہ پر مبنی رسالہ زبدۃ الاصول فضائل علم میں "الفیوضات الالٰیہ فی الوراثۃ النبویۃ"، "نام نہاد بیکاری" ترمذی کی شرح "زبدۃ المعارف"، "ذکر بالجہر کا ثبوت" الجمعۃ فی القریٰ وغیرہ شامل ہیں۔آپ کی زندگی اور موت عظمت کی حامل تھیں،جنازہ میں لکی مروت کا وسیع و عریض اسٹیڈیم تنگ دامنی کا شکار نظر آیا،اس موقع پر عوام و خواص علماء و صلحا،مفسرین و محدثین فقہا و خطبا سیاست دان مجاہدین الغرض ہر گروہ،طبقہ فکر اور جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہر طرف نظر آرہا تھا،اس جنازہ کی سب سے بڑی خصوصیت جس پر اس علاقہ کے لوگوں اور منتظمین جنازہ کو داد نہ دینا ناانصافی ہوگی،وہ قابل رشک نظم و نسق،سکون و اطمینان کی فضا تھی،جو اکثر اوقات ایسے بڑے لوگوں کے جنازوں میں عنقا نظر آتی ہے۔حضرت مولانا سمیع الحق کے علاوہ علاقہ کے معتبر علماء نے تعزیتی کلمات کہے۔پھر اُن کے دو فرزندوں مولانا حبیب اللہ،مولانا عارف اللہ کو متفقہ طور پر ان کا جانشین مقرر کرتے ہوئے ان کی دستار بندی علماء کے مبارک ہاتھوں سے کی گئی،جنازہ مولانا سمیع الحق کی امامت میں ادا کیا گیا،اور پھر جامعہ اسلامیہ لکی مروت کے احاطہ میں انہیں سپرد خاک کیا گیا......

زمانہ مدتوں تک یاد کر کے روئے گا ہم کو
گنے گا وہ ہماری خوبیاں جب ہم نہیں ہوں گے

جناب مزمل احمد فیروزی
معروف کالم نگار

امریکی صدارتی امیدوار ہیلری کی شکست اور صنفی امتیاز

ہیلری کی شکست امریکہ میں بسنے والے لوگوں کی سوچ کی عکاس ہے لہٰذا گمان کیا جاسکتا ہے کہ یہاں کی عوام سوچ کے لحاظ سے کسی طور آزاد نہیں ،ایک خاتون کو بطور حکمران قبول کرنا ان کے ہاں بھی منظور نہیں شاید اسی لئے یہ لوگ اب بھی خاتون کی ماتحتی کے قائل نہیں ۔ایک شخص جس کے بیانات خواتین کیلئے انتہا پسندانہ تھے اسے امریکی عوام نے منتخب کرلیا اور ایک خاتون امیدوار کو مسترد کردیا۔اس تاریخی الیکشن کے فیصلے کے بعد کئی سوالات نے جنم لیا جس میں سے ایک سنجیدہ سوال یہ ہے کہ ایک خاتون امریکہ کی صدر کیوں نہیں بن سکتی ؟جبکہ دوسری جانب مغرب ہمیشہ یہ الزام عائد کرتا ہے کہ پاکستان میں خواتین کا استحصال کیا جاتا ہے اور انہیں یہاں آزادانہ نقل وحرکت میں بھی مشکلات کا سامنا ہے جبکہ حقیقت اس کے عین برعکس ہے۔

پاکستان میں ساٹھ کی دہائی میں ایک خاتون صدارتی امیدوار کے طور پر سامنے آئی تھی اور پھر ۸۰ کی دہائی میں بے نظیر بھٹو وطن عزیز کی پہلی خاتون وزیر اعظم بنی تھی ہے اور پھر وہ ہی خاتون دوسری بار بھی وزیر اعظم بنی جبکہ امریکی عوام نے پہلی بار میں ہی خاتون امیدوار کو مسترد کردیا ،امریکہ میں جہاں خواتین کے مساوی حقوق کے بلند وبانگ دعوے کئے جاتے ہیں وہاں انیس سوبیس تک خواتین کو ووٹ ڈالنے حق تک حاصل نہیں تھا انیس سوبیس کے بعد سے اب تک کوئی خاتون پہنچی صدر کے الیکشن تک نہیں پہنچ سکی تھی اب جبکہ ایک صدی بعد ایک خاتون اس مقام تک تو امریکی عوام نے اسے مسترد کرکے یہ بات ثابت کردی کہ امریکیوں کے ہاں بھی عورت حکمرانی کے قائل نہیں۔

امریکہ میں صنف نازک نا حال مسائل کا شکار ہے یہاں آج بھی خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے ،نام نہاد آزادی اور حقوق نسواں کا علمبردار امریکہ نسل پرستی اور صنفی امتیاز میں کسی طور پیچھے نہیں ہے ۔یہ فرق اور ظلم وستم کسی رنگ، نسل ،معاشرے یا نظریئے کی حد تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ترقی یافتہ اور تہذیب یافتہ ممالک جو ساری دنیا کو انسانیت ،تہذیب اور برابری کا درس دیتے ہیں انہی کے ہاں خواتین پر ظلم وستم کی شرح باقی دنیا کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

امریکہ میں عورتوں کی حالت زار کے متعلق نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر پانچ میں سے ایک لڑکی جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہے ان میں ایک تہائی خواتین کو زیادتی کے دوران تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے اس رپورٹ کے مطابق ہر سال ۱۳لاکھ امریکی خواتین جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں ان میں ۱۲ فیصد لڑکیوں کو اس وقت زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے جب کہ ان بچیوں کی عمر ۱۰ سال سے بھی کم ہوتی ہے۔

ایک سروے کے مطابق گزشتہ سال کالج جانے والی ہر چار میں سے ایک لڑکی پر جنسی حملہ کیا گیا جبکہ ۴۷فیصد کالج خواتین کو ہراساں کیا گیا اور ایک سروے کے مطابق ہر ۱۶ میں سے ۱۵ زیادتی کے نشانے بنانے والے مجرم آزادانہ گھوم رہے ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی سزا دی گئی۔ گزشتہ ۱۵ سالوں میں امریکہ کی ۱۳ہزار سے زائد خواتین کو ان کے موجودہ یا سابقہ (شوہر کہنا غلط ہوگا کیونکہ یہ لوگ تو بغیر شادی کے ساتھ رہتے ہیں) پارٹنر کے ہاتھوں قتل ہونا پڑا اسی ترقی یافتہ دیس میں ہی تقریباً ۵ کروڑ خواتین ہر سال اپنے پارٹنر کی جانب سے تشدد کا نشانہ بنائی جاتی ہے جبکہ ہر ۳ میں سے ایک امریکی عورت کو اس کا شوہر تشدد کا نشانہ بناتا ہے جبکہ ہر روز خواتین کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔

ابھی حال ہی میں سچی کہانی پر مبنی ایک فلم The General's Daughter دیکھنے کا اتفاق ہوا اس فلم میں جس طرح ایک امریکی فوجی خاتون کے حقوق پامال ہوتے دیکھائے گئے اور کس طرح اس کے باپ نے عہدے کی خاطر اپنے آپ کو خاموش رکھا اس کا اندازہ آپ کو فلم دیکھنے کے بعد ہی ہوگا۔ عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کا راگ الاپنے والے امریکہ میں اس وقت کام کرنے والی خواتین کا معاوضہ مردوں سے کم ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا کی سب سے بڑی فلم ہالی ووڈ میں کام کرنے والی اداکاروں کا معاوضہ بھی مرد اداکاروں سے بہت کم ہے۔

آج خاتون امریکی امیدوار کی شکست پر مہم میں شامل خواتین ہی آنسو بہاتی نظر آتی ہیں جبکہ یہاں کے مرد حضرات جشن مناتے نظر آرہے ہیں۔ دوسری جانب امریکی کانگریس میں بھی خواتین کی نمائندگی مردوں کی نسبت کم ہے امریکن خواتین بہت پرامید تھی کہ اس بار ان کی نمائندگی تسلیم کی جائے گی مگر افسوس کہ امریکن ایوان صدر میں ان کے اندر کے احساسات اور جذبات نتائج آنے کے بعد ان کے آنسوؤں میں یکسر ڈھل گئے ہیں۔ اگر چہ امریکی سیاست میں امریکن خواتین ہمیشہ سے متحرک رہی ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکی خواتین کو کلیدی عہدوں سے آج تک دانستہ دور رکھا گیا ہے جس کی زندگی مثال حالیہ الیکشن میں بین الاقوامی شہرت کی حامل ایک متحرک خاتون (ہیلری کلنٹن) کی شکست ہے۔

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۶ رنومبر ۲۰۱۶ء کو میرپور کشمیر میں دفاع پاکستان کونسل کا جلسہ عام منعقد ہوا، جس میں کونسل کے تمام قائدین نے شرکت کی ۔کانفرنس کی صدارت اور اختتامی خطاب حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا۔

۳۱ راکتوبر کو حضرت مہتمم صاحب ،مولانا سید یوسف شاہ کے ماموں ،جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا مفتی حمید اللہ جان کے جنازہ میں لکی مروت تشریف لے گئے، جنازہ پڑھایا اور خطاب میں حضرت مفتی کی علمی ،دینی ،فقہی ،اصلاحی اور سیاسی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ وفد میں دیگر اساتذہ بھی شریک تھے۔

۲۰ نومبر کو تحفظ حرمین شریفین کانفرنس اسلام آباد میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۲ نومبر کو چارسدہ تشریف لے گئے جہاں فاضل دیوبند ،شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوار صاحبؒ کے نماز جنازہ میں شرکت کی اور علماء طلبا اور عوام الناس سے خطاب فرمایا۔

دارالعلوم میں مہمانان گرامی کی آمد

۲۲ رنومبر کو میانمار اراکان روہنگیا کے وفد نے مہتمم صاحب سے ملاقات کی ،وفد میں برما سے تعلق رکھنے والے علماء مولانا نورالبشر ،مولانا صابر اشرفی ،مولانا ظفر آزاد اور دیگر شامل تھے،وفد کی قیادت جمعیت علماء اسلام سندھ کے نائب امیر مولانا قاری محمد عثمان کررہے تھے، وفد نے مولانا سمیع الحق کو وہاں کے حالات سے آگاہ کیا،مولانا نے ہرمحاذ پر آواز اٹھانے کا وعدہ کیا، دوسرے دن تمام اخبارات میں بیانات شائع ہوئے۔

☆ پشاور میڈیکل کالج کے پرنسپل اور صوبہ کے مشہور معالج ڈاکٹر نجیب الحق صاحب جناب پروفیسر محمود الحق حقانی کی معیت میں دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے جدید طبی مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی۔

وفاق المدارس کے اجلاس میں نائب مہتمم کی شرکت

☆ حضرت مولانا انوار الحق صاحب وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے کراچی تشریف لے گئے ،جہاں دو دن اجلاس میں شرکت کے بعد واپسی کی۔اجلاس کی صدارت صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ نے فرمائی۔

جمعیت علماء اسلام کا اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاس: ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو جمعیت علماء اسلام کا اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاس قائد جمعیت مولانا سمیع الحق کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا حامد الحق، مولانا عبدالخالق، مولانا حاجی عبدالمنان انور، مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عبدالروف فاروقی اور دیگر اہم رہنماؤں نے شرکت کی۔

دارالعلوم کے شعبہ بنات مدرسہ ہاجرہ کے پہلے امتحانی نتائج:

الحمدللہ دارالعلوم کے نئے قائم کردہ شعبہ بنات مدرسہ ہاجرہ ۲۸ جولائی بروز بدھ سے افتتاح کے بعد انتہائی کامیابی اور بلند معیار کیساتھ ترقی کے مدارج طے کررہا ہے، مختصر عرصہ میں ہی تعداد تجاوز کرگئی ہے۔ ۲۸ ستمبر کو مدرسہ ہاجرہ کے پہلے امتحانات ہوئے جس میں طالبات کا رزلٹ سو فیصد رہا۔ حضرت مہتمم و نائب مہتمم صاحب نے بہترین کارکردگی اور نتائج پر طالبات اور انکے اساتذہ کیلئے مزید کامیابی کیلئے دعائیں کیں

پیر طریقت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم آمد: ۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء کو دارالعلوم تشریف لائے، جہاں انہوں نے ایوان شریعت ہال میں علماء، طلبا اور عوام الناس سے خطاب فرمایا اور جامع مسجد کے محراب کی پہلی اینٹ بھی رکھی۔ اس موقع پر ملک بھر سے علماء مشائخ نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

ایرانی اہل سنت علماء کے وفد کی دارالعلوم آمد: ۸ نومبر ۲۰۱۶ء کو ایرانی اہل سنت (سنی) علماء کرام کا ایک وفد دارالعلوم کے قدیم فیض یافتہ فرزند حضرت مولانا شہاب الدین شہیدی (جو اس وقت ایرانی صوبہ خراسان کے مشہور علمی مرکز حوزہ احناف کے شیخ الحدیث کے مسند پر فائز ہیں) کی سرکردگی میں حقانیہ آیا، وفد کے دیگر اراکین میں مولانا عبدالرحیم خواجہ اسماعیلی، امام جمعہ و مدیر مدرسہ امام ابوحنیفہ کاریز تائیباد، مولانا غلام نبی نعمتی مدرس حوزہ انوار العلوم خیرباد، مولوی فاضل مرادی مسؤل دارالافتاء حوزہ احناف خواف اور حافظ شمس الدین مطہری شامل تھے۔ وفد کو مولانا عرفان الحق استاد و ناظم نے حقانیہ کی تاریخ وخدمات سے روشناس فرمایا اور ملاقات کے دوران ایران میں اہل سنت اور خاص کر علمائے کرام کے حالات زیر بحث لائے گئے۔ بعد میں نائب مہتمم مولانا انوار الحق صاحب سے بھی تفصیلی بات چیت کی۔ **مسافران آخرت:** شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار فاضل دیوبند ۲۱ نومبر کو چارسدہ میں وفات پاگئے، اسی طرح دارالعلوم حقانیہ کے درجہ خامسہ کے طالب علم مولوی آفتاب کوہستانی جامعہ کے قریب ٹریفک حادثہ میں شہید ہوئے۔ دارالعلوم میں مغرب کے بعد تمام اساتذہ اور طلباء نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ مولانا انوار الحق صاحب نے پڑھایا، پھر تدفین کیلئے آبائی علاقہ ضلع کوہستان لے گئے۔ **تبلیغی جماعت بس حادثہ:** اکوڑہ خٹک کے مضافات مصری بانڈہ کی طرف سے رائیونڈ جانے والی تبلیغی جماعت کی تین گاڑیوں کا روڈ ایکسڈنٹ ہوا جس میں اب تک ۲۰ افراد شہید ہوئے اور ۷۰ کے قریب زخمی ہیں۔ اس عظیم حادثہ سے دارالعلوم حقانیہ کے بہت سے متعلقین بھی متاثر ہوئے۔ خود جامعہ کے استاد مولانا حمایت الحق کے بھائی اور دیگر رشتہ دار بھی شہید ہوئے، اجتماعی جنازہ حضرت مہتمم صاحب نے پڑھایا۔

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

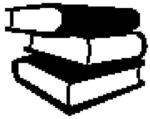

تعارف وتبصرہ کتب

● **سیرت وسوانح حضرت مولانا لاہوریؒ** مصنف: حضرت مولانا عبدالمعبود

ضخامت: ۵۴۴ صفحات ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں قرآن پاک کی تفسیر کے حوالے سے ان کا نام سمبل (نشان) بن چکا ہے اپنے استاد حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ سے آپ نے زمانہ قیام دہلی کے دوران جو عہد "تمام عمر اشاعت قرآن مجید کرتے رہنے کا" کیا تھا۔ اسے آپ نے اس خوبی سے نبھایا کہ دوست تو دوست دشمن بھی اسکا معترف نظر آتا ہے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کو درس قرآن سے اس قدر والہانہ عشق وعقیدت تھا کہ اسمیں ناغہ کرنے سے بڑے سے بڑا حادثہ اور سنگین ترین واقعہ آمادہ نہ کرتا۔ آپ کے درس میں زیادہ زور اسلام کے تمدنی حکمتوں کے بیان، اسلام سے قبل اقوام کے زوال کے اسباب کو موجودہ دور کے مسلمانوں کے کمزوریوں سے مماثل کرنا اور اس طرح عبرت کا سامان مہیا کرنے پر دیتے تھے۔

حضرت لاہوریؒ کے دینی خدمات روحانی عظمت علمی مقام ومرتبہ پر متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ تاہم حضرت مولانا عبدالمعبود دامت برکاتہم نے اس پیرانہ سالی میں سیرت وسوانح امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت امام احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے نام سے ضخیم کتاب لکھی۔ مصنف کی شخصیت سے متعلق پیش لفظ میں استاد محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے اپنے قلم سے ہمارے دلوں کی ترجمانی فرمائی کہ "حال کے دیوبند مکتب فکر کے عظیم فضلاء میں سے ایک نمایاں ترین مقام کے حامل مصنفین میں اپنے طرز کے فرد فرید ہیں" بہر صورت مؤلف نے کتاب کو تیرہ ابواب میں تقسیم کیا۔ (۱) سیرت وسوانح (۲) فروغ علوم ومعارف (۳) سیاسیات دور اول (۴) سیاسیات دور ثانی (۵) مکارم اخلاق (۶) تصوف وسلوک (۷) مشائخ کا احترام واکرام (۸) خطبات ملفوظات، مکتوبات (۹) فتنوں کا تعاقب (۱۰) کشف وکرامات (۱۱) مجرب عملیات (۱۲) سفر آخرت (۱۳) باقیات الصالحات۔ القاسم اکیڈمی نے جہاں اکابرین کی سیرت وسوانح کا تسلسل برقرار رکھنے کیلئے کتاب کو چھپوا کر نہ صرف اپنے مشن کو دوام بخشا بلکہ مولف موصوف کو پیرانہ سالی میں طباعت کے جان گسل مراحل سے بچا کر خدمت اکابر وعظمت ظرف کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ بعض جگہوں پر پروف کی غلطیاں رہ گئیں ہیں مثلاً صفحہ نمبر ۱۱۹ پر سورۃ کے بجائے صورت اور صفحہ ۱۴۰ پر شعر میں قرآن در بغل کے بجائے بغض اور ۱۶۹ پر عملی اقدام کی جگہ علمی اقدام کمپوز ہو کر چھپ گیا۔ امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں یہ سقم دور کردیا جائیگا۔ یہ کتاب ایک گنج گرانمایہ ہے جس کی عمدگی وشائستگی کا اندازہ پڑھنے سے ہوگا (مبصر: مولانا عرفان الحق حقانی)

● **شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالسلام** ------------مرتب: راشد علی زئی

ضخامت: ۴۴۸ صفحات ناشر: اسد اکیڈمی میرا کتب خانہ حضرو اٹک

شیخ القرآن والحدیث مولانا عبدالسلامؒ کی شخصیت ہرگز محتاج بیان نہیں ہے، انہوں نے سالہا سال قال اللہ وقال الرسول سے گلشن علم کو سیراب کئے رکھا، حضرت مولانا کے ان علمی خدمات کا ایک جہان معترف ہے، حضرت مولانا کی وفات پر ایک طرف ملک بھر کے دینی حلقوں میں شدید غم والم کی کیفیت رہی تو دوسری طرف ملک بھر کے علماء ادباء اور معروف شخصیات نے اپنے تبصروں اور تجزیوں کے ذریعے حضرت مولانا کی شخصیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ ان تبصروں اور تجزیوں میں اکثر تو ملک بھر کے مختلف رسائل وجرائد کی زینت بنے اور کچھ اس شرف سے شرف نہ ہو سکے، لیکن تھے وہ بھی علم وادب کے خزینے قابل صد تکریم ہے، جناب راشد علیزئی صاحب جس نے ان تبصروں اور تحریروں کو یکجا کر کے کتابی شکل میں مرتب کیا ہے۔ کتاب کی طباعت، کمپوزنگ بہت اعلیٰ، ٹائٹل جاذب نظر اور حسن ترتیب جناب راشد علیزئی صاحب کے ذوق جمیل کا آئینہ دار ہے، تذکرہ سوانح اور اہل علم کے حالات زندگی سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک قیمتی سوغات ہے، اللہ شرف قبولیت سے نوازے (مبصر: مولوی محمد عامر حقانی)

● **ذکر عارفؒ** مرتب: پروفیسر حافظ قاری بشیر حسین حامد

ضخامت: ۲۲۱ صفحات ناشر: مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

پشتون معاشرے میں سوانح نگاری کی طرف توجہ کم ہی دی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خیبر پختونخوا کے ایسے بڑے بڑے اہم سپوتان ملت کے احوال وواقعات پردہ خفا میں رہ گئے، جن کے مساعی حسنہ کے طفیل آج ایک عالم روشنی پا رہا ہے، اللہ تعالیٰ پروفیسر حافظ قاری بشیر حسین حامد کو جزائے خیر سے نوازے، جنہوں نے خلف کو سلف سے جوڑنے کیلئے اس مشکل کام کا بیڑا اٹھاتے ہوئے اس موضوع پر ایبٹ آباد کے معروف قاری استاد القراء حضرت قاری محمد عارف حسینؒ کی حیات وخدمات اور نگارشات کو قارئین تک پہنچانے کی ذمہ داری نبھائی۔ مرحوم نے پوری زندگی قرآن کریم کی خدمت میں صرف کی، حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ سے ان کی عقیدت وتعلق عشق کی حد تک رہا۔ "ذکر عارف" کے نام سے موسوم اس کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، پہلے حصہ میں قاری صاحب کے احوال وسوانح اور خدمات مختصر طور پر پیش کئے گئے، دوسرے حصہ کو آپ کے تحریری سرمایہ سے مزین کیا گیا، جس میں وادی رش کا تاریخی پس منظر، خاصہ کی چیز ہے، تیسرے حصہ میں مختلف مدارس میں امتحانات کے مواقع پر جائزے سے متعلق اپنے قاری صاحب کے تاثرات ملیں، یہ حصہ حفظ وتجوید کے شعبہ سے وابستہ افراد کیلئے نہایت مفید ہے، چوتھے حصہ میں انکے پسندیدہ اشعار یکجا کئے گئے، آخری حصہ میں قاری صاحب کے متعلق ان کی اولاد واحباب تلامذہ ومعتقدین کے تاثرات ومشاہدات کا گلدستہ سجایا گیا ہے، کتاب میں بعض مقامات پر کمپوزنگ کی غلطیاں رہ گئی ہیں، جیسے ص ۲۱۲ پر عشق اسوہ کی بجائے "عشق رسول" لکھا ہے، بہر صورت یہ مؤلف موصوف کی عمدہ کاوش ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (مبصر: مولانا عرفان الحق)